قالت ام المومنین عائشۃ صدیقہ رضی اللہ عنہ
قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ
(تکملہ مجمع البحار الانوار صفحہ 85)

رسالہ احمدی 8-9-10 بابت 1919ء

النبوۃ
فی الاحادیث

جناب قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی
سیکریٹری انجمن احمدیہ پشاور

نام کتاب: النبوۃ فی الاحادیث

مؤلف: قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی

سابق پراونشل امیر صوبہ سرحد

سن اشاعت باراوّل: 30 جنوری 1921ء

سن اشاعت باردوئم: اپریل 2023ء

اہتمام اشاعت

زبیدہ ناہید بیگم ڈاکٹر بشیر احمد بنت حضرت قاضی محمد یوسف فاروقی احمدیؓ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

النبوۃ فی الاحادیث

نَحْمَدُہٗ و نصلّی علیٰ سیدنا محمد رسولہ الکریم و السلام علی المسیح الموعود

جماعت احمدیہ سے ضروری عرضداشت

برادران۔السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

خدا تعالیٰ کی یہ سنت مستمرہ رہی ہے کہ وہ اصلاح خلائق کے لئے انبیاء و رسل بھیجا کرتا ہے۔حضرت آدم علیہ السلام سے اولاد آدم کے لئے آغاز ہوئی اور مسلسل چلی آئی۔اور ہر زمانہ میں لوگ اس کے مسدود اور منقطع ہونے پر کمربستہ ہوئے۔مگر خدا تعالیٰ جو غالب علی امرہ ہے۔ہرگز لوگوں کی خواہشات کا تابع نہیں ہوسکتا۔اُن نے جب چاہا جس کو چاہا جہاں چاہا نبی اور رسول مبعوث فرما دیا۔لوگ نبی ماسبق پر نبوت اور رسالت کے انقطاع پر زور دیتے ہی رہے۔اور کہتے ہی رہے کہ لَنْ یَّبْعَثُ اللّٰہُ اَحَداً یا لَن یَّبْعَثَ اللّٰہُ مِن بَعْدِہٖ رَسُولاً مگر خدا تعالیٰ نے ان کی مرغوات کی پراہ تک نہ کی۔اور اپنا کام جاری ہی رکھا۔چنانچہ جب اُمت محمدیہ کے اکثر افراد نے پہلی اقوام کے نقش قدم پر قدم رکھا۔اور باب نبوت کو حضرت محمد رسول اللہ، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مطلق مسدود قرار دیا۔تو خدا تعالیٰ کی غیرت نے پھر جوش مارا۔اور اپنی قدیمی سنت سے عین ضرورت کے وقت کام لے کر سیدنا حضرت احمد موعود علیہ السلام کو مسیح موعود اور نبی اللہ کر کے اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا۔اور حکم دے دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دے کہ ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (البشریٰ جلد دوئم صفحہ 56)اور اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (البشریٰ جلد دوئم صفحہ 56) مگر لوگوں نے حسب عادت قدیمہ انقطاع نبوت پر بحث چھیڑ دی۔لیکن جب دیکھا گیا تو ان کے ہاتھ میں کوئی سلطان اور برہان

منجانب اللہ موجود نہ تھا۔سوائے لفاظی اور صرفی اور نحوی اور منطقی کجی بحثوں کے۔حالانکہ ان کے مقابل پر خدا کے فضل سے اوّل کتاب اللہ اور قرآن حمید میں سے نبوت پیش کئے کہ نبوت ہرگز منقطع نہیں اور وہ نبوت مدلل ''النبوۃ فی القرآن'' کے ہر دو حصص میں موجود ہیں ۔جس کو تحقیق مطلوب ہو قادیان سے منگوا کر دیکھ لے۔اس میں اس قوم کے واسطے زیادہ تر ہدایت ہے۔جو کلام اللہ کو سب سے مقدم جانتی ہے۔یا امور مہمہ دینیہ کو قرآن کریم سے حل کرنا اور فضل اور انسب جانتی ہے۔ہاں جو لوگ یہود کی طرح کتاب اللہ کو پس پشت ڈال کر احادیث انبیاء اور روایات اور اقوال الصحابہ پر اور ان کے تاویلات اور تشریحات پر زور دیا کرتے ہیں۔تو ہم نے محض ایسے ناسپاس اور نا قدر شناس لوگوں کے خاطر یہ رسالہ تحریر کیا ہے۔جو قرآن کریم پر احادیث اور روایات اور اقوال صالحین کو مقدم جانتے ہیں۔تا کہ ان کو بتا دیں کہ وہ اس راہ سے بھی اپنی مدعا میں کامیاب نہیں ہیں۔بلکہ ان لوگوں میں یہی اختلاف رہا ہے۔اور جہاں احادیث میں اختلاف ہو۔وہاں کسی ایک بات پر زور نہیں دے سکتے کہ فلاں بات حق ہے جب تک کہ جس کو حق کہا جاتا ہے۔اس کو کتاب اللہ سے حق ثابت نہ کیا جاوے۔یعنی کلام اللہ بھی ان روایات کی بڑے زور سے کھلے لفظوں میں تصدیق اور تائید کرے۔نہ یہ کہ محض تاویلات اور قیاسات اور استدلالات پر ہی اس کو مبنی رکھا جاوے۔

اس رسالہ میں ہم نے اوّل ان احادیث کو لیا ہے جو نبوت کے منقطع اور ممتنع ہونے کے ثبوت میں منکران نبوت پیش کرتے ہیں۔اور ان پر جرح کر کے صحیح معانی اور تشریحات بیان کر دی ہیں۔اور پھر ان احادیث کو لیا ہے جن سے نبوت کا باقی اور جائز رہنا ثابت ہے

حاشیہ::(حاشیہ: یہ رسالہ بھی شائع ہو چکا ہے دفتر فاروق سے طلب کریں۔)

اوراس کے بعد اجماع امت کولیا ہے۔ کہ وہ کہاں تک حجت ہے۔اور پھر اُن بعض صالحین اُمت کے اقوال پیش کئے ہیں ۔ جو نبوت کو بکلی مسدود جانتے تھے۔آخر میں ہم نے ایک فصل میں ان نوزائدہ منکران نبوت کے اقوال بھی پیش کئے ہیں جو کبھی ہماری طرح نبوت اور رسالت کے جاری ہونے کے قائل تھے اور آج ان کو بعض خاص اغراض کے ماتحت نبوت کے بکلی مسدود ہونے پر زور دینا پڑا ہے۔اور ناظرین پر فیصلہ چھوڑ دیا گیا ہے۔

اس کے بعد ہم نے ایک رسالہ ’’النبوۃ فی الہام‘‘ تحریر کیا ہے اور حضرت احمد موعود علیہ السلام کے الہامات اور وحی سے آپ کا دعویٰ نبوت اور رسالت ثابت کیا ہے۔ایک اور رسالہ تحریر کیا ہے۔جس کا نام احمد موعود ہے۔اور اُس میں قرآن کریم سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دیا ہے۔اُمید ہے کہ ناظرین رسالہ ہذا سب کو مطالعہ فرما کر بعدہ اپنی کسی رائے کا اظہار کریں گے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ ۔

حکم کون ہوسکتا ہے

کلام اللہ یا کلام الرسول

اوّل قرآن حمید میں خود اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے کہ حکم قرآن یعنی کتاب اللہ یا کلام اللہ ہی ہوسکتا ہے۔اور احادیث الرسول کو یہ مرتبہ قرآن کریم نے نہیں دیا۔کیونکہ خدا تعالیٰ حیّ عالم الغیب ہے۔اور عالم الکل ہے اور کوئی نبی اور رسول خواہ کتنا ہی بڑا اور عظیم الشان انسان کیوں نہ ہو۔تاہم اس کی ذاتی حیثیت مَآ اَنَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ سے بڑھ کر نہیں ہے۔نبی اور رسول بہرحال بشر ہی ہے۔اور خدا حیّ کے صفات سے متصف نہیں ہوتا۔اور نہ بشر خدا ہوسکتا ہے۔بیشک انبیاء اور رسُل کو علم غیب دیا جاتا ہے۔بذریعہ وحی اور الہام مگر صرف اتنا ہی جتنا کہ اس وحی اور الہام میں موجود ہوتا ہے۔جیسا کہ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (سورۃ ال عمران آیت 175) اور عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (سورۃ جن آیت 28-27) سے ظاہر ہے کہ انبیاء ورسُل کو غیب مصفیٰ پر خدا تعالیٰ ہی بذریعہ وحی مطلع کرتا ہے مگر علاوہ از وحی اور الہام ان کو کہا جاتا ہے کہ قُلْ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ (سورۃ الانعام آیت 51) یعنی صاف اعلان کرو کہ ہم کو علم غیب پر سوائے وحی کوئی اقتدار حاصل نہیں بلکہ وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ (سورۃ اعراف آیت 189) یعنی اگر ہم کو علم غیب پر کامل اقتدار حاصل ہوتا، ماسوائے از وحی تو ہم سے جو خیر وخوبی کی بات باقی رہی ہو اور نظر سے پوشیدہ ہو۔یا علم سے باہر ہو۔وہ بھی کثرت سے کر لیتے۔تاکہ وہ بھی باقی نہ رہتی یعنی الخیر کو

خوب جمع کرتے۔مگر کیا کریں کہ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ (سورۃ الانعام آیت 51) کے بموجب ہم صرف وحی الٰہی کے پابند ہیں۔نہ کسی اور چیز کے۔اور وحی الٰہی کا سر چشمہ علم غیب ہے۔پس اس قدر آیات قرآنیہ سے ثابت ہے کہ خود انبیاء رسل سوائے وحی الٰہی جو کتاب اللہ یا کلام اللہ کہلاتی ہے۔کسی اور چیز کے پابند نہیں۔پس امت محمدیہ کا کوئی فرد جو کلام اللہ کو حکم قرار نہ دے۔اس کو خدا تعالیٰ یوں الٰہی فرمان سناتا ہے:۔

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللہُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ

(سورۃ مائدہ آیت 49)

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللہُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

(سورۃ مائدہ ایت 50)

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللہُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(سورۃ مائدہ ایت 52)

یعنی: جو شخص کلام اللہ یا وحی خدا کو حکم نہیں مقرر کرتا۔جو خدا کی جانب سے نازل ہوا ہے۔پس ایسا شخص کافر ہے۔ظالم ہے۔فاسق ہے۔اور یہ خود سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوتا ہے۔کہ فَاحْکُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللہُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (آیت 54) یعنی امت محمدیہ اور دوسرے فرقوں میں وحی الٰہی اور کلام اللہ ہی کو حکم قرار دے کر فیصلہ دے۔اور ان کے اہوا۔جو تفاسیر اور احادیث الرسل اور اقوال علماء اور اجتہادات مجتہدین ہیں ان کی ہرگز اتباع مت کرو۔کیونکہ وہ کلام البشر نہیں۔جو لوگ قرآن کریم یا کتاب اللہ یا کلام اللہ یا وحی خدا کے مقابل پر حکم اور قاضی احادیث نبوی کو پیش کرتے ہیں۔جو بہر حال کلام البشر سے بڑھ کر درجہ اور مرتبہ ہرگز نہیں رکھتا۔کیونکہ اس کا کرنے والا آخر مَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا ہی اعلان کرنے والا ہے۔پس ان کو خدا تعالیٰ

فرماتا ہے کہ وحی خدا اور کلام اللہ کو چھوڑ کر اس بشر کے کلام کو جو مثلکم کے بموجب تمہارے جیسا بشر ہی ہے۔ کیوں حکم اور عدل اور قاضی بروحی خدا مانتے ہو۔جیسا کہ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ یُؤۡمِنُوۡنَ○(سورۃ جاثیہ آیت 7) اور فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ یُؤۡمِنُوۡنَ○ (سورۃ المرسلات آیت 50) سے ظاہر ہے۔

دوئم (1) سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خود بھی یہی تعلیم دی خَیۡرُ کُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡآنَ وَ عَلَّمَہُ (رواہ بخاری۔مشکوۃ باب فضائل القرآن) یعنی امت محمدیہ میں سے بہتر شخص وہی ہے جو کلام اللہ کا علم حاصل کرے اور اس کی تعلیم لوگوں کو دے۔نہ احادیث اور الرسول کی ۔پھر آپ نے فرمایا ہے کہ بلغوا عنی ولو آیتہ۔(بخاری ۔مشکوۃ باب العلم) یعنی میری طرف سے جب لوگوں کو کوئی بات پہنچانا ہو۔تو وہ کلام اللہ ہی ہو۔اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔مگر یہ نہ فرمایا کہ لوگوں کو میری احادیث پڑھاؤ۔ سکھاؤ یا سناؤ اور پہنچاؤ۔پھر آپ نے صاف الفاظ میں ان اصحاب کو جو آپ کی احادیث اور اقوال لکھوایا کرتے تھے منع فرمایا کہ لا تکتبو عنی اشیاء القرآن سوائے کلام اللہ اور کوئی دوسری بات لکھ کر مت رکھو۔اس حکم کو سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ جس نے بعض احادیث لکھوا کر رکھے تھے جلا دئے۔

(2) جب حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظمؓ نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ سے عرض کی کہ یہود ہم کو اپنے انبیاء کی احادیث سناتے ہیں اور ہم کو بہت عمدہ لگتی ہیں۔کیا آپ ہمارے حق میں مفید خیال کرتے ہیں کہ آپ کے احادیث میں سے بعض لکھ لیا کریں۔تو آپ نے کیا عمدہ جواب دیا کہ کیا تم بھی حیران و محتاج ہو چکے ہو۔جیسا کہ یہود اور نصاریٰ حیرت زدہ اور محتاج ہیں۔حالانکہ میں تمہارے واسطے شریعت بیضا لا چکا

ہوں۔(جو کتاب یا کلام اللہ ہے۔)(دیکھو مشکوٰۃ شریف حضرت جابر کی روایت)دیکھو حضرت خلیفۃ الرسول اوّل نے احادیث تحریر شدہ کو پھاڑ کو جلا ڈالا۔اور حضرت خلیفۃ الرسول ثانی کو تحریر کرنے سے صاف منع کر دیا۔اور کیا صاف فرمایا کہ کلام اللہ کافی ہے۔جو مَیں لایا ہوں۔

(3)اس کے بعد حضرت عمر علیہ السلام کا ساری زندگی میں حسبنا کتاب اللہ ہی مذہب رہا۔اور اہل تشیع کو یہی گلا وشکایت ہے۔مگر لا حاصل اور بے سود جبکہ قرآن خود حضرت عمر کا موید اور مصدق ہو کر تشیع کو کہتا ہے کہ اَوَلَمۡ یکفھمۡ آیا ان لوگوں کے واسطے کتاب اللہ یا کلام اللہ کافی نہیں۔ہمارا جواب تو یہی جو ہر مومن کا ہونا چاہئے کہ حسبنا کتاب اللہ جس کا جی چاہے انکار کر دے کہ اس کے واسطے کلام اللہ کافی نہیں۔

(4)سیدنا حضرت محمد رسول اللہ کلام اللہ اور کلام الرسول میں فیصلہ سناتے ہیں۔کہ کلامی لا ینسخ کلام اللہ و کلام اللہ ینسخ کلامی و کلام اللہ ینسخ بوضہ بعضاً۔(مشکوٰۃ کتاب الاعتصام کتاب والسنۃ)یعنی میرا کلام اللہ تعالیٰ کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا۔اور اس کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں۔ہاں خدا کا کلام میرے کلام کو ردّ کر سکتا ہے۔اور اس کو یہ حق حاصل ہے۔نیز خدا تعالیٰ کا ایک کلام اپنے کسی ماسبق دوسرے کلام کو جو مختص الزمان اور مختص القوم ہو منسوخ کر سکتا ہے۔کیونکہ خدا تعالیٰ کو اپنے کلام اور افعال میں کامل آزادی حاصل ہے۔

یاد رکھو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا صاف طور فرما دیا کہ کلام اللہ کو میرا کلام (جو کلامی کا ترجمہ ہے اور جس سے مراد احادیث الرسول ہیں)ہرگز منسوخ نہیں کر سکتا۔اور نہ بدل سکتا ہے۔اور نہ ٹال سکتا ہے۔

یا الفاظ دیگر اس پر قاضی نہیں ہو سکتا۔پھر غور کرو یہاں کلامی کہہ کر اس کلام الرسول یا

حدیث نبوی کا ذکر کیا ہے۔جس کے بارہ میں ہمیں قطعی اور یقینی علم حاصل ہو۔کہ یہ لفظی اور معنوی دونوں طور پر آنحضرت ﷺ کی دہن مبارک سے ہم کو پہنچا ہے۔مگر جو احادیث اس وقت ہمارے سامنے موجود ہیں۔انہیں باقی کتب حدیث کا تو ذکر جانے دو خود صحاح ستہ بلکہ بخاری اور مسلم کو یہی یہ حق حاصل نہیں کہ کامل وثوق سے اس کے بارے میں کوئی شخص حلفیہ طور پر کہہ سکے۔کہ اس کے الفاظ یا اس کے منشاء وہی ہے جو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ کے دہن مبارک سے نکلے یا آپ کا مدعا تھا۔بلکہ محض ظن غالب اور گمان پختہ کر کے ان کو چند اصول خود تراشیدہ کے بناء پر صحیح قرار دیا گیا ہے۔جو اس کے خلاف قائل ہیں ثبوت ان کے گردن پر ہے۔

کلام الرسول سے مراد ہر نبی اور رسول کا کلام یا کلمات یا احادیث میں جو بطور تفسیر و تشریح وحی یا عام گفتگو مسائل وغیرہ فرمادیں اور کلام اللہ سے مراد وہ وحی خداوندی ہے جو کسی نبی اور رسول پر نازل شد ہو۔خواہ وہ رسول اور نبی حضرت آدمؑ ہو یا حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ و یحیٰ ہو یا حضرت محمد رسول اللہ یا حضرت احمد موعود جو قطعی اور یقینی ہوتا ہے۔پس نبی کا کلام کسی کلام اللہ کو منسوخ یا ردّ نہیں کرسکتا۔اور نہ اس کو ٹال سکتا ہے اور نہ اس پر حکم و قاضی ہوسکتا ہے۔یا یوں کہو کہ کوئی حدیث نبوی خواہ بخاری کی ہو یا مسلم کی حضرت مسیح موعودؑ نبی اللہ کی وحی نہ منسوخ کرسکتی ہے۔اور نہ اس پر حکم اور قاضی ہوسکتی ہے کیونکہ بہر حال وہ کلام بشریہ کلام خدا ہے۔کیونکہ اس کا مرتبہ ظن کا ہے۔اور اس کا مرتبہ یقین کا ہے ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔

(5) حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ **ان احادیثنا ینسخ بعضُها بعضًا** (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنتہ) یعنی ہماری ایک حدیث دوسری حدیث کو منسوخ کرسکتی ہے۔یعنی اگر ہم آج ایک بات کہہ دیں اور کل مزید علم اور معرفت کے

ماتحت کوئی اور بات معلوم ہوجاوے۔جس سے آج کی بات غلط قرار پائے۔تو بلاخوف و خطر آج کی بات کوکل کی بات یا پہلی بات کوپچھلی بات ردّ کرسکتی ہے۔یا بدل سکتی ہے۔کیونکہ ہرانسان علم اور معرفت تدریج حاصل ہوتا ہے۔اورانبیاء ورسل بھی اس قانون سے استثنٰی نہیں۔اور یہاں سے یہ امر بھی صاف ہوگیا کہ حضرت مسیح موعود بھی دوسرے انبیاء کی طرح اپنی کسی پہلی بات کوپچھلی بات سے منسوخ کر سکتے ہیں۔یا بدل سکتے ہیں۔یا ہم دونوں ساتھ نہیں اختلاف اور تناقص پا کر ایسا کر سکتے ہیں۔بہرحال پچھلی بات کوپہلی بات پرفوقیت حاصل ہے کیونکہ وہ مزید علم ومعرفت کے ماتحت ہے۔

(6)سیدنا حضرت محمد رسول اللہ فرماتے ہیں یکون فی آخر الزمان و جالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعو انتم ولا اباء کم لا یضلونکم ولا یفتنون کم رواہ مسلم یعنی آخری زمانہ میں بہت سارے دجال جھوٹ بولنے والے تمہارے سامنے احادیث پیش کریں گے جو نہ تم نے سنے ہوں گے اور نہ تمہارے اباء نے سنے ہوں گے۔ہوشیار رہو کہ وہ تم کو ہلاک نہ کردیں۔اور فتنہ میں نہ مبتلا کردیں۔پس اس قدر پُرزورنصیحت کے ہوتے ہوئے احادیث پرفیصلہ امورمہمہ دینیہ اوراصول اسلام کا کہنا کس قدر غلطی ہے۔

سوئم۔حضرت مسیح موعود نے ہم کوجوتعلیم دی وہ یہ ہے کہ

(1)''اگرنہایت ہی نرمی کریں تواس حدیثوں کوظن کا مرتبہ دے سکتے ہیں۔اوریہی محدثین کا مذہب ہے۔اورظن وہ ہےجس کے ساتھ تکذیب کا احتمال لگا ہوا ہے۔ایمان کی بنیادصرف ظن پررکھنا اورخدا کے قطعی اوریقینی کلام کوپس پشت ڈال دینا کون سی عقل مندی اورایمان داری ہے۔''(اعجاز احمدی صفحہ 28)

(2)''اس لئے مناسب ہے کہ حدیث کے لئے قرآن کو نہ چھوڑا جائے ورنہ ایمان

ہاتھ سے جائے گا۔اِنَّ الظن لا یغنی من الحق شیئًا

(اعجاز احمدی صفحہ 28)

(3)''علاوہ ازیں ان حدیثوں کے درمیان اس قدر تناقض ہے کہ اگر ایک حدیث کے برخلاف دوسری حدیث تلاش کرو تو فی الفور مل جاویگی۔پس اس سے قرآن کے بینات کو چھوڑنا اور آپسی متناقض حدیثوں کے لئے ایمان ضائع نہ کرنا کسی ابلہ [1] کا کام ہے نہ عقل مند کا۔''(اعجاز احمدی صفحہ 27-28)

(حاشیہ: مولوی محمد علی صاحب اوران کے رفقاء نوٹ کرلیں کہ جوامر نبوت میں قرآن کریم کو چھوڑ کو احادیث ظنیہ پر''النبوۃ فی الاسلام'' کا بھاری پتھر رکھے ہوئے ہیں اور نیز سید احسن صاحب امروہی بھی نوٹ کرلیں۔جوضعیف سے ضعیف حدیث ظنیہ کے واسطے بھی کلام خدا منزل بر مسیح موعود کو کتاب اللہ وراءظہور ہم کرنے کو تیار ہے۔اور اپنے ایمان کے ضائع ہونے کا فکر کریں۔فتدبر)

(4)حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔پھر اگر حکم (یعنی حضرت مسیح موعود) کا فیصلہ بھی نہ مانا جاوے تو پھر وہ حکم کس چیز کا(اعجاز احمدی صفحہ 12)

احادیث کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب

حضرت صاحب الحق بحث لدھیانہ جلد اوّل صفحہ 12 پر فرماتے ہیں۔

(1)''ہمارا یہ مذہب ہرگز ایسا نہیں ہے کہ روایت کے رو سے بھی حدیث کو وہ مرتبہ یقینی دیں جیسا ہم قرآن کریم کا مرتبہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حدیثیں غایت کار ظنی ہیں۔''

(2)تمام مسلمانوں کا یہی مذہب ہے کہ اکثر احادیث مفید ظن ہیں والظن لا

یغنی من الحق شیئًا مثلاً اگر کوئی شخص اس قسم کی قسم کھائے اس حدیث کے تمام الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہیں۔اور تمام وحی الٰہی سے نہیں۔تو اس قسم کے کہنے والا جھوٹا ہوگا۔(صفحہ 13)

(3) ہمارا ایمان ہے کہ ظنی طور پر بخاری اور مسلم کی حدیثیں بڑے اہتمام سے لکھی گئی ہیں۔اور غالباً اکثر ان میں سے صحیح ہوں گی۔لیکن کیونکر ہم اس بات پر حلف اُٹھا سکتے ہیں کہ بلاشبہ وہ ساری حدیثیں صحیح ہیں۔جبکہ وہ صرف ظنی طور پر صحیح ہیں۔نہ یقینی طور پر۔تو پھر یقینی طور پر ان کا صحیح ہونا کیونکر مان سکتے ہیں۔(صفحہ 12)

(4) الغرض میرا مذہب یہی ہے کہ بخاری اور مسلم کی حدیثیں ظنی طور پر صحیح ہیں۔(صفحہ 12)

(5) آخر بخاری اور مسلم پر وحی تو نازل نہیں ہوتی تھی۔بلکہ جس طریق سے انہوں نے حدیثوں کو جمع کیا ہے۔اس طریق پر نظر ڈالنے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ طریق ظنی ہے۔اور ان کی نسبت یقین کا ادعاء کرنا ادعا کے باطل ہے۔''(صفحہ 13)

(6) ''میں نے سنا ہے کہ بعض تم میں سے بکلّی حدیث کو نہیں مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی کرتے ہیں۔میں نے یہ تعلیم نہیں دی۔''(کشتی نوح)

(۷) ''ہاں اگر تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں۔اور نیز بڑا فائدہ احادیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہے۔''(کشتی نوح صفحہ 57)

حضرت صاحب نے یہاں احادیث کو اس سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہیں دیا کہ وہ تاریخی ،اخلاقی ،اور امور فقہ کو کھول کر بیان کرتی ہیں اور بس۔

(۸) حضرت صاحب کلام اللہ اور کلام الرسل کے باہمی نسبت کے بارہ میں فرماتے

ہیں کہ:

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

پس کوئی حدیث جو کلام البشر ہے۔حضرت صاحب کے وحی اور الہام کو جو کلام خدا ہے رد نہیں کرسکتی اور نہ اس پر حکم اور قاضی ہوسکتی ہے۔

ہمارے مدعا کا خلاصہ یہ ہے

(1) آیا سلسلہ نبوت یا قانون مستمرہ بعث رسل سیدنا حضرت محمد رسول اللہ پر منقطع ہو چکا ہے یا نہ۔

(2) آیا حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نزول بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوسکتا ہے۔یا نہ ۔یا ہمچو قسمے عظیم الشان مسائل و بینہ میں صرف کلام اللہ اور کتاب اللہ قطعی اور یقینی نصیحت ہو سکتا ہے۔اور احادیث الرسول چونکہ مرتبہ ظن پر ہیں اور روایۃً و درایۃً مقام یقین پر نہیں حجت نہیں ہوسکتی۔

ہم نے صرف کلام اللہ سے امور متذکرہ بالا بحث کر کے ثابت کیا ہے کہ نبوت اور رسالت کا قانون مستمرہ تا قیامت جاری ہے۔اور باب مکالمہ اور مخاطبہ تا بقاء نسل انسانی کھلا ہے۔اور نزول جبرائیل کا ہونا تا قیامت ممکن ہے۔اور ''النبوۃ فی القرآن'' میں یہ ثبوت کافی سے زیادہ دیا گیا ہے۔لہٰذا اس کا جواب اور رد بھی ہم کلام اللہ سے چاہتے ہیں۔مگر ہمارے بالمقابل منکران نبوت اپنا تمام دارومدار حدیث پر رکھتے ہیں۔مگر ہمارا مطالبہ ان سے یہی ہے کہ اوّل جو بات کلام اللہ سے ثابت ہوگی۔اس کی تردید بھی وہاں سے کرنی چاہئے۔اس کو حدیث رد نہیں کرسکتی۔اور دوم احادیث جس حد تک حجت میں اور جوانکی

حالت ہے۔وہ ہم قرآن اور خود احادیث اور پھر حضرت صاحب کے تحریرات سے ثابت کرآئے ہیں۔کہ ایک ظنی چیز میں۔جن کو ان امور میں حجت ہونے کا کوئی استحقاق حاصل نہیں۔اور جو ان کو پیش کرتا ہے اگر اس کے ہاتھ میں کلام اللہ سے کوئی حجت اور سلطان نہیں تاہم ہم نے اس کے پیش کردہ احادیث کا جواب اس کتاب میں دیا ہے۔اور ساتھ ہی بتا دیا ہے کہ احادیث سے جو نتیجہ انہوں نے نکالا ہے۔وہ درست نہیں کیونکہ اگرچہ ہم اس بات کے ہرگز محتاج نہیں کہ ان امور کو زیر بحث کو احادیث سے ثابت کریں۔خود قرآن کریم میں منکرین کی تائید ذکر موجودہ ہی کافی دلیل ہے۔تاہم ہم نے ان کی خاطر انہی کے عقیدہ کے بموجب النبوۃ فی الاحادیث والاقوال الصلحاء تحریر کردی ہے۔اور اس خیال کو مدّنظر رکھ کر یہ کتاب مطالعہ کریں۔

والسلام۔

باب اوّل

دربارہ دلائل انقطاع نبوۃ

فصل اوّل

حضرت ہارون اور حضرت علی مثیل ہارون کا تذکرہ

حدیث نبوی:-قَالَ رسول اللہ ﷺ ابی ابن طالب رضی اللہ عنہ أَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِن مُوسَی، إِلَّا أَنَّهُ لا نَبِيَّ بَعْدِي۔

(مراہ ابوداؤد والترمذی، مشکوٰۃ باب الفتن)

ترجمہ۔سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ تیری مجھ سے وہ مناسبت ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ہاں آگاہ رہو کہ میرے بعد نبی نہیں۔

غیر احمدیوں کا استدلال۔اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی اور شخص نے نبی ہونا تھا اور باب نبوت کھلا تھا تو بائد کہ حضرت علی علیہ السلام نبی ہوتے مگر جب کہ آنحضرتؐ کا چچا زاد بھائی، صحابی، داماد اور خلیفہ رابع نبی نہیں ہو سکے تو بھلا اور کسی نئے کب نبی ہونا ہے۔لہٰذا باب نبوت تا قیامت مسدود ہے۔

اس حدیث کے فرمانے کی اصل وجہ۔اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ حدیث کس غرض سے بیان کی گئی ہے۔آیا اصل باعث اس حدیث کے بیان کرنے کی صرف باب نبوت کے

مسدود ہونے کی خبر دینی ہی نہیں یا کوئی اور۔ اور صرف یہ امر اس سے بطور استدلال لیا جا رہا ہے تو اس امر کی تحقیق کے واسطے دور جانے کی ضرورت ہی نہیں۔ خود الفاظ حدیث ہی بتاتے ہیں کہ اصل باعث باب نبوت کو مسدود بیان کرنا نہیں بلکہ حضرت علیؓ کو حضرت ہارون کا مثیل اور اپنی ذات کو حضرت موسیٰ کا مثیل بیان کرنا ہے۔ کسی خاص مناسبت کی غرض سے اور وہ مناسبت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کو جاتے وقت اہل مدینہ پر حضرت علی کو بطور امیر اہل مدینہ اور خلیفۃ الرسول پیچھے چھوڑنے لگے۔ حضرت علی بجائے مدینہ میں رہنے کے غزوہ میں شامل ہونے کے خواہشمند تھے۔ اس لئے آپ نے یہ حدیث فرمائی۔ اور بتایا کہ جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر جانے لگے۔ تو حضرت ہارون کو اپنے بعد امت موسویہ کے کیمپ پر بطور امیر اور خلیفۃ الرسول چھوڑ گئے تھے۔ پس آج کے دن اس واقعہ میں میرے تمہارے وہی مناسبت ہے۔ مگر یہ تشبیہ 1 تام ہی خیال کر لی جائے۔ چونکہ حضرت ہارون نبی تھے لہٰذا میں بھی نبی ہوں۔ یا دوسرے لوگ خیال کر لیں کہ حضرت علی بھی نبی ہیں۔ ہاں آگاہ رہیں کہ آپ نبی نہیں۔ یا میرے معیت میں دوسرا نبی نہیں۔ یا میرے ساتھ کوئی شریک فی النبوۃ نہیں۔ پس پہلے معنی لا نبی بعدی کے صحیح یہ

حاشیہ: تشبیہ تام۔ تمام اموریں اس واسطے بھی نہیں ہوسکتی کہ (1) حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ باہم سگے بھائی تھے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی چچازاد بھائی تھے۔ (2) حضرت موسیٰؑ سے حضرت ہارون بڑا تھا بلحاظ عمر مگر یہاں حضرت مثیل موسیٰ یا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مثیل ہارون یا سید حضرت علی سے بڑے ہیں۔ (3) حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے ساتھ شریک فی النبوۃ تھے مگر حضرت علی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ کے ساتھ شریک فی النبوۃ نہیں۔

ہو سکتے ہیں کہ میرے ساتھ کوئی شریک فی النبوۃ نہیں۔یعنی لا نبی بعدی ای لا نبی مع شریك [1] فی النبوۃ جس سے مقصد صرف اس قدر کہنا تھا کہ حضرت ہارون اور حضرت علی میں باہم مناسبت اور مشابہت ہے۔مگر حضرت ہارون نبی تھا۔اور حضرت علی نبی

حاشیہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب خدا تعالیٰ نے نبی اور رسول مقرر فرمایا۔تو آپ نے بارگاہ خداوندی میں ایک عرض کی ۔رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ۔يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۔واجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۔هٰرُوْنَ اَخِيْ ۔اَشْدُدْ بِهٖ اَزْرِيْ۔واَشْرِكْهُ فِيْ اَمْرِيْ (سورۃ طہ) یعنی اے میرے رب میرے سینہ کو کھول دے اور میرے اس امر نبوت کو میرے لئے آسان فرما دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے ۔تا کہ لوگ میرے مدعا کو سمجھ سکیں ۔اور میرے لئے میرے خاندان میں سے وزیر یا ہاتھ بٹانے والا ہو مقرر فرما۔وہ میرا بھائی ہارون ہو۔اور اس کے ذریعہ میرے قوت بازو مضبوط کر ۔اور اس کو میرے امر نبوت میں شریک فرما۔گویا حضرت موسیٰ نے خود اپنے آپ کو اپنے مشن کو چلانے کے قابل نہ پا کر حضرت ہارون کو بطور وزیر نبی اور شریک فی النبوۃ مانگا ہے۔مگر حضرت محمد رسول اللہ کو ایسی ضرورت نہ تھی۔کیونکہ آپ کو خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَلَمْ نشرح لك صدرك ووضعنا عنك وزرك یعنی خود میں نے تیرا شرح صدر کیا ۔اور تیرے بار کو تجھ سے اُٹھایا۔یا میں خود تیرا وزیر ہوا۔پس آپ کو کسی وزیر نبی کی اور شریک فی النبوۃ کی ضرورت نہ تھی ۔اسی سبب سے لا نبی بعدی کہہ کر اس وہم کا ازالہ کر دیا کہ میرے ساتھ کوئی شریک فی النبوۃ نہیں گو یا حضرت موسیٰ سے اس پہلو میں بھی حضرت مثیل موسیٰ افضل تھے ۔حضرت موسیٰ کے مدعا حضرت ہارون فصاحت سے ادا کرتا ۔اور حضرت مثیل موسیٰ خود فصاحت سے اس امر کو ادا کرتے ۔)

نہ تھے۔اور بس دوسرے معنی لا نبی بعدی کے یہ ہیں۔میرے بعد متصل زمانہ میں نبی کی ضرورت نہیں۔وہ اس طرح پر کہ لفظ بعد عربی زبان میں زمانہ متصل کے واسطے بھی استعمال ہوتا ہے۔اور زمانہ منفصل کے واسطے بھی اور اس حدیث میں زمانہ متصل کے واسطے ہی صحیح ہوسکتا ہے۔اور قرآن کریم میں اس کی کئی مثالیں ہیں۔مثلاً

(1) حضرت موسیٰ علیہ السلام گوسالہ پرستی پر اپنے قوم کے مجرموں کو کہتے ہیں قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ (سورۃ اعراف آیت 150)

(2) خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی امت کو فرمایا ہے

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

(سورۃ البقرہ آیت 152)

(3) خدا تعالیٰ حضرت موسیٰ کو قوم کی گوسالہ پرستی پر فرمایا ہے

فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ (سورۃ طٰہٰ آیت 86)

الغرض ان مثالوں میں خواہ من بعدی ہے یا من بعدہ ہے۔یا من بعدك ہے۔حضرت موسیٰ سے زمانہ متصل مراد ہے۔اور یہی لا نبی بعدی میں مراد ہے اور بس

۔

تیسرے معنی لا نبی بعدی کے یہ ہیں۔میرے معیت میں دوسرا نبی نہیں۔اور یہ اس طرح کہ بعدی معنی معی زبان عربی میں ہوتے ہیں۔چنانچہ تاج العروس جو کتب لغت میں سے ایک ہے لفظ بعد کی تحت میں یہی معنی بیان کرتا ہے اور مثال میں فمن اعتدیٰ بعد ذالك لایا ہے۔کتب شیعہ میں ایک حدیث ہے جو اسی واقعہ کو ان الفاظ میں روایت کرتی ہے انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لیس معی نبیٌ دیکھو کتاب امالی یہاں لا نبی بعدی کے مترادف الفاظ لیس معی نبی کے

لایا ہے۔پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معیت میں کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہ تھی اور آپ تنہا امور رسالت کے واسطے کافی تھے۔اور بس۔

چوتھے معنی لا نبی بعدی کے یہ ہوتے ہیں۔میرے سوا یا بغیر دوسرا نبی نہیں اور وہ اس طرح پر کہ بعدی بمعنی سوائے اور غیری زبان عربی میں آتا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم وغیرہ کتب میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں ۔مثلاً فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلٰلُ (سورۃ یونس آیت 33) یعنی حق کے بعد یا سوا غیر جو ہے۔وہ ضلالت اور ہلاک ہے یا حضرت حسان بن ثابت کہتا ہے۔

فمن شاء بعدك فليمت فعليك كنت أُحاذر

یعنی تیرے بعد یا تیرے سوا یا تیرے بغیر جس جس نے مرنا ہو۔تو مرنے دو۔پس ہم کو تیرے مرجانے کا ڈر لاحق تھا۔

حضرت سیدنا احمد مسیح موعودؑ تصدیق فرماتے ہیں کہ

''گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوتے تھے۔جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارونؑ لیکن خاتم الانبیاء 1 اور خاتم الاولیاء اس

حاشیہ: حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ۔انی علی مقام الختم من الولایته کما کان سیدی المصطفیٰ علی مقام الختم من النبوۃ وانه خاتم الانبیاء و انا خاتم اولیاء ۔لاولی بعدی ای الذی منی و علی عهدی (خطبہ الہامیہ صفحہ 35) یعنی میں ولایت میں مقام منتہیٰ کو پہنچا ہوا ہوں۔جس طرح میرے سردار حضرت محمد رسول اللہ نبوت میں مقام منتہیٰ کو پہنچے تھے۔وہ انبیاء کے خاتم تھے اور میں اولیاء کا خاتم ہوں۔میرے بعد کوئی ولی نہ ہوگا۔مگر وہی جو مجھ سے تعلق رکھتا ہو اور میرے عہد پر قائم ہو۔

طریق سے مستثنیٰ ہیں۔(دافع البلاصفحہ 21)

یہاں چند امور قابل غور ہیں۔

اوّل: پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوتے تھے۔

دوئم: حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت ہارون ان کے زمانہ میں ان کے تائید کرنے والے رسول تھے۔

سوئم: لیکن حضرت خاتم الانبیاء سیدنا حضرت **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ان کے ساتھ ان کی تائید میں کوئی رسول نہ تھا۔

چہارم: اور اس طرح حضرت خاتم الاولیاء سیدنا غلام احمد کے زمانہ میں ان کی ساتھ ان کی تائید میں کوئی رسول نہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے یہاں لا نبی بعدی کے معنی حل فرمائے ہیں۔

پانچویں: معنی لا نبی بعدی کے یہ ہیں کہ اس شان وشوکت یا خاص صفات کا نبی میرے بعد نہ ہوگا۔ جیسا کہ میں ہوں۔ اور ان معنوں میں یہ لفظ قرآن کریم اور احادیث نبوی میں کئی بار آیا ہے۔ چنانچہ حضرت سلیمان کی دعا میں یہ لفظ بعد انہی معانی کے ساتھ آیا ہے۔ وہ دعا یہ ہے **قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْۚ** (سورۃ ص آیت 36)۔ یعنی اے میرے رب مجھے نہ وہ حکومت دے جو میرے بعد (اس شان وشوکت اور خاص صفات کسی کو نصیب نہ ہو) دیکھو یہاں لفظ بعد اگر ان معنوں میں نہ لیجاوے تو اس دعا کے دوسرے معنی ہو سکتے ہی نہیں۔ کیونکہ مطلق حکومت تو آپ کے بعد ہزار ہا بادشاہوں کو ملی اور خود نبی اسرائیل میں بھی ملی۔ اور غیر بنی اسرائیل کو بھی ملی۔ بلکہ ظاہری وسعت اور جلال میں اس سے بھی بڑھ کر ملی۔ اسی طرح سے ایک حدیث

صحیح میں ہے کہ اِذَا هَلَكَ كِسْرٰی فَلاَ كِسْرٰی بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلاَ قَيْصَرَ بَعْدَهٗ(صحیح بخاری) یعنی جب خسرو پرویز کسریٰ ایران ہلاک ہوگا تو اس کے بعد دوسرا کسریٰ نہ ہوگا۔اور جب ہرقل قیصر روم ہلاک ہوگا تو اس کے بعد دوسرا قیصر روم نہ ہوگا ۔حالانکہ اگر اس قدر معنی درست خیال کرلیں ۔صاف صاف واقعہ بات ہے کیونکہ خسرو پرویز کے بعد اس کا فرزند اور اس کا قاتل شیر ویہ کسریٰ ایران ہوا۔(10 جمادی الثانی 07 ہجری)اور جب ہرقل قیصر روم ہلاک ہوا تو اس کے بعد قیصر ہوتے رہے۔یہاں تک کہ آخری قیصر روم سلطان محمد ثانی کے وقت فتح قسطنطنیہ میں ہلاک ہوا۔پس درست معنی یہی ہوسکتے ہیں کہ جب خسرو پرویز کسریٰ ایران ہوگا یا قیصر روم ہرقل ہلاک ہوگا۔تو ایران اور روم میں اس شان وشوکت یا خاص صفات کا کسریٰ اور قیصر نہ ہوگا۔اور یہی صحیح اور موافق واقعہ بات ہے۔علامہ خطابی نے بھی ہمارے ان معنوں کی تائید اور تصدیق کی ہے

فَلا قیصر بعدہ یملك مثل ما یملك دیکھو فتح الباری۔

پس جیسا کہ فَلا کسریٰ بعدہ یا فلا قصر بعد میں نفی مطلق غلط ہے۔اس طرح سے لا نبی بعدی میں نفی مطلق مراد لینا قطعاً اور یقیناً غلط ہے۔

چھٹے:معنی لا نبی بعدی کے یہ ہیں کہ اس کمال اور عظمت کا نبی میرے بعد نہ ہوگا۔جیسا کہ میں ہوں ۔گو اس جملہ میں لا نفی مطلق کے واسطے نہیں ۔بلکہ نفی کمال کے واسطے آیا ہے۔جیسا کہ بعض احادیث میں لا نفی مطلق لینا بڑی غلطی ہوگی ۔صرف نفی کمال لینا ہی درست ہوسکتا ہے۔مثلاً لا دین لمن لا عهد له یا ایمان لمن لا امانت له یا لا یسرق السارق وھوَ مومن یا لا یزنی زانی وھو مومن یا لا صلوٰۃ الا بفاتحة الکتاب ۔پس ان احادیث میں نفی مطلق ہرگز مراد نہیں ۔بلکہ نفی کمال مراد ہے ۔اسی طرح سے لا نبی بعدی میں نفی مطلق مراد نہیں ۔بلکہ نفی کمال مراد ہے۔یعنی اس

شان اور عظمت اور کمال کا نبی نہ ہوگا۔(1)

ساتویں: معنے لا نبی بعدی کے یہ ہیں کہ میرے بعد شارع نبی نہ ہوگا۔گویا لا نبی بعدی کے معنے ہوئے کہ لا شارع بعدی۔یہ معنی حضرت امام ابن عربی فی فصوص الحکم۔اور فتوحات مکیہ میں حضرت امام شعرانی نے الیواقیت والجواہر میں۔حضرت محمد طاہر گجراتی نے مجمع الانوار کے تکملیہ میں۔مولانا ملاعلی قاری نے موضوعات کبیر میں اور مولوی عبدالحئی لکھنوی نے اپنی کتاب دافع الوسواس فی اثر ابن عباس میں۔اور مولوی محمد قاسم صاحب دیوبندی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں بیان کئے ہیں۔یعنی صاحب شریعت نبی نہ ہوگا۔ہاں تابع شریعت یا غیر شارع نبی ہوں گے۔اور یہ نبوت منقطع نہیں۔

آٹھویں: معنی لا نبی بعدی کے یہ ہیں کہ میرے بعد سیاسی نبی نہ ہوگا۔جیسا کہ بنی اسرائیل میں ہوئے بلکہ جو نبی ہوگا وہ سیاسی حکومت نہ کرے گا۔اور جو سیاسی حکومت کرے گا وہ خلیفہ ہوگا۔نبی نہ ہوگا۔اور چونکہ حضرت علیؑ نے سیاسی خلیفہ رابع ہونا تھا۔لہٰذا

حاشیہ: لانبی بعدی کے چھٹے معنوں کی تائید میں انوری شاعر کی ایک رباعی ہے۔

مادر گیتی نزادہ زیر شرخ چیز ہی
بادشاہ ہے چوں غیاث الدین گداچوں انوری
بر تو سلطا نیست ختم و برمن مسکیں سخن
چوں شجاعت بر علی و بر نبی پیغمبری

اب ذرا اگر بیان میں غور کرو۔کیا غیاث الدین کے بعد دوسرا بادشاہ نہ ہوا۔یا انوری کے بعد دوسرا سخنور نہ ہوا۔یا حضرت علیؓ کے بعد کوئی شجاع نہیں ہوا۔اگر ہوئے تو حضرت محمد رسول اللہ کے بعد نبوت کیوں مطلق منقطع مانی جاوے۔فتدبرو۔

اس کے حق میں فرمایا۔لا نبی بعدی ۔یعنی میرے بعد سیاسی خلیفہ نے نبی نہیں ہونا۔

نویں: معنی لا نبی بعدی کے یہ ہے کہ لا نبی بعدی الا الذی منی و علی عھدی یعنی میرے بعد نبی نہیں اور جو ہوگا تو وہ مجھ سے ہوگا۔اس کا مجھ سے تعلق ہوگا۔اور وہ میرے عہد پر ہوگا۔یہ معنی کرنے کا ہم کو اس واسطے حق حاصل ہے کہ وہ منکران نبوت کے جو ساتھ ہی حضرت مسیحؑ کے آمد ثانی کے قائل ہیں۔اس کو نبی اللہ (رواہ مسلم) بھی یقین کرتے ہیں۔پس بہر حال اس کی استثنا ایسی طرح کرتے ہیں کہ لا نبی بعدی الا عیسیٰ ابن مریم پس اگر وہ لا عیسیٰ ابن مریم کہہ سکتے ہیں۔تو ہم کیوں الا الذی منی و علی عھدی نہیں کہہ سکتے ہیں۔جب حضرت عیسیٰؑ کی استثنیٰ نکل آئی تو لا نفی مطلق نہ رہا۔اور قاعدہ باطل ہوگیا۔حدیث زیر بحث میں توضیح اور درست معنی لا نبی بعدی کے اس قدر ہیں۔کہ حضرۃ علیؓ مثیل ہارون ہیں پر وہ نبی تھا۔اور حضرت علی نبی نہیں۔کیونکہ حضرۃ ہارونؑ شریک فی النبوۃ تھا۔یا سیاسی حکومت کرنے والا نبی تھا۔مگر حضرت علیؓ نہ تو شریک فی النبوۃ تھا اور نہ سیاسی حکومت کرنے والا نبی تھا۔کیونکہ ایسا نبی آنحضرت ﷺ کے بعد ہونا نہ تھا۔بلکہ سیاسی حکومت صرف خلفاء کا کام تھا جیسا کہ حضرت علیؓ خلیفہ رابع ہوئے۔

کتب شیعہ نے اگرچہ لا نبی بعدی کے واسطے مترادف الفاظ میں لیس معی نبی بروایت ایک حدیث بیان کئے ہیں۔مگر ایک دوسری حدیث میں تو اس امر کو اور بھی صاف کیا ہے کہ حضرت علیؓ کو صاف کہا گیا تھا۔انك لست نبیًا چنانچہ اصل حدیث ان الفاظ میں ہے۔الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انك لست نبیًا۔ کتاب المناقب بحار الانوار جلد 9 مطبوعہ ایران لا نبی بعدی کے جس قدر معنی ہم نے بیان کئے ہیں۔وہ صرف اسی قدر جملہ کے معنوں کو مدّنظر رکھ کر کئے

ہیں۔ ورنہ متن حدیث زیر بحث میں یہ سب معانی ہرگز چسپاں نہیں۔

ایک طرف لا نبی بعدی کا قائل ہونا اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ موعود کو نبی اللہ کہہ کر اس کی آمد کا انتظار کرنا کیا دونوں باتیں باہم متضاد۔ اور متناقص نہیں ۔لا نبی بعدی اگر ترمذی میں ہے تو آمد حضرت عیسیٰ نبی اللہ کا ذکر صحیح مسلم میں ہے۔

جو شخص حضرت عیسیٰ کے آمد ثانی میں اس کے نبوت کے قائل نہیں ۔تو نواب مولوی صدیق حسن خان نے حجج الکرامت فی آثار القیامت میں صفحہ 431 پر اہل سنت کے علماء کا یہ عقیدہ تحریر فرمایا ہے کہ وہ کافر اور خارج از اسلام ہے۔

ومن قال بسلب نبوته كفر حقًا كما صرح به السيوطی .فانه النبی لا یذهب عنه وصف النبوة فی حیاته ولا بعد موته صفحہ 431

یعنی: جو شخص یہ کہہ کر کہ حضرت عیسیٰ نزول ثانی میں نبی نہ ہوگا۔ وہ شخص درحقیقت کافر ہو چکا۔ جیسا کہ علامہ سیوطی نے تصریح کر دی ہے۔ پس وہ نبی ہے اور اس سے صفت نبوت زائل نہیں ہو سکتی۔ نہ اس کی حیات میں اور نہ اس کی وفات کے بعد۔

اب ہمارا سوال ہے کہ ان لوگوں سے جو ایک طرف لا نبی بعدی سے مطلق نفی مراد لیتے ہیں۔ اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ کو آمد ثانی میں نبی اللہ یقین کرتے ہیں۔ یہ دو متضاد اور متناقص باتیں بطور عقیدہ مانتے ہو۔

اس کا جواب ممکن ہے کہ وہ دو طرح دیں ۔اوّل یہ کہ لا نبی بعدی کے بعد الا عیسیٰ بطور استثنٰی مقدر مان لیا جاوے۔ دوئم یہ کہ حضرت عیسیٰ نبی ما قبل ہیں اور لا نبی بعدی میں مابعد نبی مراد ہیں ۔سو ہم دونوں وہموں کا ازالہ بھی ساتھ ہی کر دیتے ہیں ۔بصورت جواب اوّل لا نبی بعدی میں استثنٰی خود حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کی ۔تو تمہارا کیا حق ہے کہ تقدم علی النبی کرو۔ اور اگر تمہارے لئے ایسا کرنا جائز ہے کہ

الاعیسیٰ کا جملہ مقدر خیال کرلو۔تو کیوں ہم کو یہ حق حاصل نہیں ۔ہم الاعیسیٰ کی بجائے الاالذی منی و علی عھدی کہہ دیں ۔جوالا عیسیٰ سے زیادہ موافق قرآن تفسیر ہے ۔اور بصورت ثانی لا نبی بعدی کے بارہ میں یہ کہنا یہاں مابعد نبی مراد ہیں ۔اورحضرت عیسیٰ نبی ماقبل ہیں ۔اس لئے مستثنیٰ ہیں ۔درست نہیں کیونکہ اوّل تو حضرت عیسیٰ ناصری ازروئے قرآن کریم و احادیث نبوی واقوال صحابہ و اقوال آئمہ وعقل دوسرے رسولوں کی طرح وفات پا چکے ہیں ۔حضرت عیسیٰ نے تو خود واپس آنا ہی نہیں ۔دوئم جب وہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آویگا۔تو جیسا کہ وہ کسی زمانہ میں ماقبل نبی تھا۔اب وہ نبی ما بعد ہوگا۔اور لفظ بعدی سے خارج نہیں ہوسکتا۔لفظ بعدی میں دونوں نبی داخل نہیں خواہ ماقبل النبی سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابعد آجاویگا۔یا مابعد کوئی نیا نبی پیدا ہو۔بعدی سے ہرگز خارج نہیں ہوسکتے ۔یہ عذر بھی خلاف الفاظ لا نبی بعدی ہے۔کیونکہ تمہارے نزدیک باب نبوت مطلق مسدود ہے۔

فصل دوئم

تیس کذاب مدعیان نبوت کا تذکرہ

حدیث نبوی :قال رسول اللہ ﷺ۔انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔
(رواہ ترمذی وابوداؤد۔مشکٰوۃ باب الفتن)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ ہر ایک کا یہ خیال ہوگا کہ وہ نبی اللہ ہے۔اور مَیں خاتم النبیین ہوں۔میرے بعد دوسرا نبی نہیں۔

منکران نبوت کا استدلال: آنحضرت کی امت میں سے تیس کذاب مدعیان نبوت ہوں گے۔سب کا دعویٰ نبی اللہ ہونے کا ہوگا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔یعنی آپ کے بعد دوسرا نبی نہ ہوگا۔لہٰذا باب نبوت مسدود ہے۔

احمدیوں کا جواب: اس حدیث میں بھی مطلق نفی نہیں۔اور نہ یہ اس بات کے لئے دلیل ہے۔ بلکہ اس حدیث شریف میں سے صرف دو باتیں نکلتی ہیں۔اوّل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مدعی نبوت ہوں گے۔بعض ان میں سے صادق ہوں گے اور بعض کاذب ہوں گے۔وہ وہی مبارک انسان ہوں گے۔جن کی تصدیق خاتم النبیین کرے۔یعنی جن کی تصدیق نبیوں کی مہر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کرے۔مگر وہ شارع نبی نہ ہوں گے۔ بلکہ غیر شارع اور تابع نبی ہوں گے۔ جو منی اور علی عھدی کے مصداق ہوں گے۔اور جو اس کے خلاف ہے۔وہ صادق نہ ہوگا۔پس ضروری نہیں کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد

کذاب مدعی نبوت ہوں گے۔لہٰذا صادق کوئی بھی نہ ہوگا۔

دیکھو اناجیل میں بھی حضرت مسیح ناصری نے ایک طرف اپنی جماعت کو خبر دی ہے۔میرے بعد کئی مدعی نبوت ہوں گے۔جو باوجود نشانات دکھانے کے بھی کذاب (1) ہوں گے ۔اور دوسری طرف ایک مدعی صادق (2) کی آمد کی خبر بھی دی ہے ۔جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔اور پھر حضرت مسیح نے اپنی آمد ثانی (3) کی بھی خبر دی ہے۔

پس جو صورت اناجیل حضرت مسیح ناصری نے اپنے بعد قائم کی ہے وہی صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد قائم کی ہے۔وہاں امت عیسویہ نے حضرت عیسیٰ کے بعد مدعی صادق حضرت محمد رسول اللہ کو کذاب اور دجال کہا۔(**نعوذ باللہ من ذالك**)اور کذاب مدعیوں میں شمار کیا۔اور غیر احمدیوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو جو مدعی صادق تھے کذاب اور دجال کہا۔(**ثم نعوذ باللہ من ذالك**) نہ عیسائی صادق اور کاذب میں تمیز کر سکے اور نہ غیر احمدی مسلمانوں نے ۔دونوں نے یکساں پیشگوئیوں کے ماتحت یکساں حالات اور واقعات میں یکساں ٹھوکر کھائی اور یکساں نتیجہ بھگتا۔**العیاذ باللہ**۔

اب جو جواب بطور معیار صداقت،صادق اور کاذب مدعی میں شناخت کرنے کے لئے در بارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمقابلہ مدعیان کاذب عیسائیوں کے سامنے بر بنائے اناجیل پیش کر سکتے ہیں۔وہی ہماری طرف سے بطور جواب در بارہ حضرت مسیح موعودؑ بمقابلہ مدعیان

حاشیہ:(1)انجیل متی باب 24۔آیت 12-11۔مرقس باب 13 آیت 23-21 تک۔لوقا باب 21 آیت 8۔بہت سارے چھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔(2)یوحنا باب 14،آیت 17-16 اور 30-25 تک اور باب 16 آیت 14-7(3)متی باب 24 آیت 51-29۔مرقس باب 13 آیت 27-24۔لوقا باب 21 آیت 28

کاذب اپنے حق میں بر بنائے احادیث کے علاوہ ازیں ہم یہ کہے بغیر نہیں سکتے کہ ایک طرف امت موسویہ ہے اور ایک طرف محمدیہ جو خیر امت ہونے کی مدعی ہے۔ امر موسویہ میں سیدنا حضرت موسیٰ اور تورات شریف کے اتباع اور تبلیغ مشن کے واسطے بے شمار نبی اور رسول آویں ۔ تیرہ سو سال تک یا حضرت مسیح ناصری کے ایام تک۔ اور دوسرے امت محمدیہ میں سیدنا محمد ﷺ جو خاتم النبیین ہے اور قرآن کریم جو مکمل شریعت ہے کی اتباع اور تبلیغ کے واسطے اوّل تو بڑھ کر ہونے چاہئیں تھے۔ ورنہ برابر اور نہیں تو کمتر اور کم از کم ایک ہی سہی۔ مگر نہیں نہیں اس پہلو سے تو نفی مطلق کی صدا آرہی ہے۔ ہاں ماشاءاللہ اگر کسی چیز کی کثرت سے آمد کی بشارت ہے تو نبی اور رسول کے قائم مقام کذاب اور دجال آنے والے ہیں۔ وہ یہی دو چار نہیں بلکہ بروایت 30 تیس اور بروایت 70 تک ہونے والے ہیں۔

پس جب امت موسویہ کو 30 یا 70 انبیاء اور رسل نے روحانیت کی معراج پر پہنچایا ۔ تو خدا جانے 30 یا 70 دجالوں نے امت محمدیہ کو کہاں پہنچانا ہے۔ کیا ہی مبارک امت ہے اور کیا ہی مبارک وعدہ اور بشارت ہے۔ اور کیا ہی خوش وہ لوگ ہیں جن کے اصلاح کے واسطے تیس دجال ہونے ہیں۔ کیا اس حالت اور اس نعمت پر نازاں امت محمدیہ خیر امت کہلاسکتی ہے۔ یا شر امت کہلائے گی۔ خدا کے لئے غور کرو کیا کوئی ہے جو اس بدقسمت قوم کی حالت پر غور کر کے دو چار آنسو بہائے۔ جن کی تباہی کے واسطے 30 دجال ہیں۔ پر نبی ایک بھی نہیں۔ جو ان کی اصلاح کر سکے۔

پس بگرید بر سر شان ہر کہ گریانے بود

یہ حدیث ہی نفی مطلق کے واسطے دلیل ہوسکتی ہے اور کاذبوں کا وجود صادقوں کا مانع نہیں ۔ یہاں کاذب کا وجود متحقق ہے۔ وہاں صادق کالعدم نہیں ہو سکتے۔ ورنہ قرآن کریم **کونوا مع الصادقین** کی تعلیم نہ دیتا۔ پس صادقوں کا وجود بھی متحقق ہے کہ ضرور ہوں گے۔

فصل سوئم

سیاسی انبیاؤں اور سیاسی خلفاء کا تذکرہ

حدیث نبوی :-قال رسول اللہ ﷺ۔ کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی و انہ لانبی بعدی ۔و سیکون خلفاء فیکثرون ۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسرائیل کی اولاد پر بعض انبیاء سیاسی حکومت کرتے تھے۔جب کسی ایک نبی کی وفات پا جاتا تو دوسرا نبی اس کے بعد ہوتا۔اور میرے بعد(سیاسی حکومت کرنے والا) نبی نہیں ہوگا۔اور عنقریب خلفاء ہوں گے۔جو ان سے بڑھ جاویں گے۔

منکران نبوت کا استدلال : بنی اسرائیل میں یکے بعد دیگرے نبی ہوئے مگر چونکہ حضرت **محمد** رسول اللہ پر نبوت منقطع ہوچکی ہے۔لہٰذا آپ کے بعد نبی نہ ہوں گے۔ہاں خلیفہ ہوں گے۔مگر وہ نبی نہیں کہلا سکتے۔لہٰذا باب نبوت مسدود ہے۔

احمدیوں کا جواب: اس حدیث سے یہی مدعا زیر بحث حاصل نہیں ہوسکتی اور یہ نبوت کو منقطع ثابت کرنے کے واسطے دلیل بیان کی گئی ہے۔

اصل غرض جس کے واسطے یہ حدیث بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں بعض ایسے نبی بھی ہوئے ہیں جو سیاسی حکومت بھی کرتے تھے۔اور نبی بھی تھے۔مگر میرے بعد جو لوگ سیاسی حکومت کریں گے وہ خلیفہ کہلائیں گے۔مگر وہ نبی نہ ہوں گے

۔ ہاں (1) یہ خلفاء سیاسی حکومت کرنے والے بنی اسرائیل کے انبیاء سیاسی حکومت کرنے والوں سے تعداد میں بھی بڑھ جاویں۔ اور شوکت اور جلال میں بھی۔ ہاں لا نبی بعدی میں ایسے انبیاء کی نفی کر دی ہے۔ اور اس بات کی تصدیق کہ الانبیاء سے سیاسی حکومت کرنے والے نبی مراد ہیں۔ اوّل تو خود لفظ ال جو الانبیاء میں ہے کرتا ہے۔ کیونکہ یہ الف لام

حاشیہ: امت موسویہ میں تین طرح پر سیاسی حکومت اور نبوت کی شکل رہی ہے۔ اوّل قسم تو یہ ہے کہ بعض انبیاء صرف نبی تھے اور بادشاہ نہ تھے۔ یعنی سیاسی حکومت نہ رکھتے تھے۔ اس قسم میں حضرت مسیح ناصری، حضرت زکریہ اور حضرت عیسیٰؑ داخل ہیں۔ دوسری قسم یہ ہے کہ صرف بادشاہ سیاسی حکومت والے ہوئے اور وہ نبی نہ تھے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ بعض مبارک انسان ہم نبی تھے اور ہم بادشاہ سیاسی حکومت والے۔ اور ان ہی بزرگوں میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ اور حضرت یوشع بن نون اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان داخل ہیں۔ قسم اوّل اور دوئم کا ثبوت تو اوّل اس آیت میں ہے۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا۔ (سورۃ النساء آیت 20) یعنی حضرت موسیٰ نے قوم کو کہا کہ اے میری قوم خدا تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ اس نے تم میں سے نبی بھی بنائے۔ جو بادشاہ نہ تھے اور بادشاہ بھی جو نبی نہ تھے۔ اور بعض کو دونوں خصوصیتیں عطا کیں۔ دوئم اس آیت میں ہے کہ امت موسویہ نے حضرت موسیٰ سے بہت زمانہ بعد اپنے نبی وقت سے ایک بادشاہ سیاسی حکومت کے واسطے درخواست کی۔ اذ قال لنبی لھم ابعث لنا یعنی جب قوم نے اپنی نبی وقت سے کہا کہ ہم کو ایک بادشاہ منتخب کر دے۔ پس اگر ہم نبی سیاسی حکومت کرتا تو وہ الگ بادشاہ کے واسطے کیوں درخواست کرتے۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دونوں جُدا جُدا بھی ہوتے اور کبھی دونوں کام ایک نبی بھی کرتا۔ پس ہمارا مدعا ثابت ہے۔

تخصیص کا ہے اور دوسرے تصدیق اسبات کی لفظ تسو سھم کر رہا ہے۔کہ وہ ان پر سیاسی حکومت کرتے تھے۔اور تیسری تصدیق سیکون خلفاء کر رہا ہے۔کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد سیاسی حکومت کرنے والے خلفاء بہت جلدی ہوئے۔بلکہ بالکل متصل ہوئے۔اور یہی سیکون میں صرف س کی مدعا تھی۔

اب اگر انبیاء سے جمیع الانبیاء بنی اسرائیل مراد لیں تو یہ بات اوّل تو خلاف آیات قرانیہ ہے اور دوئم واقعات صحیحہ خود اس کے خلاف ہیں کہ ہر نبی سیاسی حکومت نہ رکھتا تھا۔پس اس حدیث میں صرف ان انبیاء کا ذکر ہے۔جو سیاسی حکومت بھی کرتے۔اور لا نبی بعدی محض اس غرض سے بیان کیا گیا ہے کہ ایسے نبی آنحضرت ﷺ کے بعد نہ ہوں گے۔نہ یہ کہ مطلق نبی ہوں گے۔آخر حضرت عیسیٰ نے بھی تو اسلام میں ظہور ثانی میں آنا تھا۔پس وہ بھی سیاسی نبی نہ ہوگا۔جیسا کہ بخاری کی حدیث یضع الحرب بلند آواز سے اس بات کی شہادت دیتی ہے۔کہ خود حضرت مسیح موعودؑ بھی سیاسی نبی نہ ہوگا اور جنگ و جدل یا دشمن کی مدافعت بذریعہ تیغ نہ کرے گا۔بلکہ نرمی اور اخلاق اور صلح اور آشتی سے ۔کیونکہ وہ صلح کا شہزادہ ہوگا۔

اس حدیث نے حدیث اوّل کو بھی جو فصل اوّل میں ہے واضح کر دیا ہے کہ حضرت علی سیاسی خلیفہ ہونا ہے ۔ہاں حضرت ہارون کی طرح سیاسی حکومت کرنے والا نبی نہ ہوگا۔کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد ایسے مبارک لوگ منقطع ہو چکے ہیں جو دونوں کام کریں گے۔صرف یا بادشاہ ہوں گے یا نبی ہوں گے۔

فرما چکے ہیں سید کونین مصطفیٰ	عیسیٰ مسیح جنگ کا کر دیگا التواء
جب آوے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا	جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا

فصل چہارم

عاقب یا پیچھے آنے والے کا تذکرہ

حدیث نبوی ۔قال رسول اللہ ﷺ۔اذا عاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبیؐ (رواہ بخاری۔مشکوۃ باب الفتن)

ترجمہ۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں عاقب ہوں ۔اور عاقب اس کو کہتے ہیں جس کے بعد دوسرا نبی نہ ہو۔

منکران نبوت کا استدلال: آنحضرت ﷺ نے خود اپنا نام عاقب بتایا ہے ۔اور اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ جس کے بعد دوسرا نبی نہ ہو۔تو آپ کے بعد کسی مدعی نبوت کا صادق ہونا کب درست ہوسکتا ہے۔

احمدیوں کا جواب: ہم مانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ عاقب ہیں ۔اور آپ کے بعد ضرور نبی نہ ہوں گے ۔مگر کیسے نبی نہ ہوں گے ۔سو اس بات کا جواب ہم حدیث اوّل اور حدیث دوئم میں نہایت وضاحت سے دے چکے ہیں ۔اور لا نبی بعدی کے ہر ایک پہلو سے ممکن معانی اور مطلب بیان کر چکے ہیں ۔پس لا نبی بعدی اور لیس بعدہ نبیؐ میں کوئی فرق نہیں صرف ضمیر کا فرق ہے ۔اور مدعا ایک ہے ۔پس جواب بھی وہی ہے ۔جو ہم دے چکے ہیں۔

ہاں یہ بات قابل یادداشت ہے کہ یہ حدیث بھی مطلق نفی نبوت ہرگز ثابت نہیں کرتی ۔یہاں ہم منکران نبوت سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا کسی شخص کا کسی گروہ یا سلسلہ خاندان یا نسل یا سلسلہ حکومت یا بادشاہت کے آخر میں یا پیچھے آنا۔اس آنے والے شخص کی کسی خوبی

اور فضلیت پر دلالت کرتا ہے؟ لو ہم خود جواب دیتے ہیں۔کہ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ برخلاف اس کے شائد بعض حالات میں سخت مکروہ اور فال بد اور منحوس خیال کیا جاتا ہے۔جبکہ ایک شخص پر کوئی خاندان یا نسل یا کوئی سلسلہ حکومت و بادشاہت منقطع ہو جاوے۔

اگر ہمارا اس سوال کا جواب یہی درست ہے تو عزیز و لا نبی بعدی اور لیس بعدہ نبیؐ کے یہ معنی کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باب نبوت مسدود ہو چکا۔یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص خدا تعالیٰ سے کثرت سے ہمکلامی اور مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف حاصل نہیں کرسکتا۔اور نہ اس پر اخبار غیب کھل سکتے ہیں۔اور یہی نبوت کی تعریف ہے۔تو پھر غور کرو۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل عالم کے واسطے رحمت ہوئے یا زحمت (نعوذ باللہ) پس جو وجود ایک نعمت کا مانع ہو۔تو وہ ہرگز رحمۃ العالمین نہ رہے گا۔اس بات کا بھی فکر کرلو۔پس بعدہ نبی کے صحیح معنی اس قدر ہیں کہ لیس بعدہ نبی الا الذی منہ و علی عھدہ۔او یکون من اتباعہ اور یہی مدعا تھا جو بیان ہو چکا ہے۔

فصل پنجم

آخری اینٹ یا کونے کا پتھر کا تذکرہ

حدیث نبوی: قال رسول اللہ ﷺ۔مثلی و مثل الانبیاء (وفی روایۃ مثل الانبیاء من قبلی رواہ بخاری) کمثل قصر احسن بنیانہ ترك موضع لبنۃ۔فطاف بہ النظار یستعجبون من احسن بنیانہ الا موضع تلك البنۃ۔انا سددت موضع النبۃ۔ختم بی البنیان و ختم بی الرسل۔(وفی روایۃ)فانا البنۃ و انا خاتم النبیین (رواہ بخاری مشکٰوۃ باب الفضائل سید

المرسلین)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری تمثیل اور بعض دوسرے انبیاء کی تمثیل (ایک روایت میں بعض ان انبیاء کی تمثیل جو مجھ سے قبل ہو چکے ہیں مثل اس تمثیل کے ہے کہ ایک مکان ہو۔نہایت خوبصورت ۔اور اس میں سے صرف ایک اینٹ کی کمی ہو۔پس دیکھنے والا اس کے اردگرد بغرض تماشا چکر لگانے لگے ۔اس کی کمال درجہ کی خوبصورتی کو دیکھ کر تعجب کرنے لگے۔مگر اس ایک اینٹ کی کمی تھی ۔میں نے اس اینٹ کی جگہ کو پورا کر دیا وہ عمارت مجھ پر تکمیل کو پہنچ گئی ۔اور مجھ پر جمیع رسل تکمیل کو پہنچ گئے ۔(ایک اور روایت میں ہے)میں وہی اینٹ ہوں ۔اور میں خاتم النبیین ہوں۔

منکران نبوت کا استدلال: آنحضرت ﷺ نے اس تمثیل میں انبیاء کو عمارت سے تعمیر کر کے صرف ایک اینٹ کی کمی بیان کی ہے ۔اور اپنے آپ کو وہ آخری اینٹ فرمایا ۔جس کے آنے سے کمی پوری ہو گئی ہے۔جب تکمیل عمارت ہو چکی ہے تو اس کے بعد کسی اور اینٹ یا نبی کی گنجائش نہیں۔لہٰذا باب نبوت مسدود ہے۔

احمدیوں کا جواب: اس حدیث میں یہی چند امور قابل غور ہیں۔اوّل یہ کہ صرف تمثیل ہے یا حقیقت الامر بھی یونہی ہے ۔دوئم یہ کہ اس تمثیل میں جمیع الانبیاء مراد ہیں۔یا بعض انبیاء۔سوئم یہ کہ تمثیل میں صرف انبیاء ماسبق مراد ہیں یا مابعد محمد رسول اللہ بھی مراد ہیں۔ چہارم یہ کہ اس تمثیل کی غرض کیا ہے ۔پنجم یہ کہ آیا یہ تمثیل اگر ہر پہلو سے درست مانی جاوے تو آیا اس سے آنحضرت ﷺ کی اپنی نبوت کی کس قدر وقعت اور ضرورت باقی رہتی ہے۔

سو واضح ہو کہ

(1)اس تمثیل میں محض ایک تمثیل ہی غرض ہے۔وگرنہ درحقیقت نہ انبیاء اینٹیں ہیں

اور نہ کوئی عمارت ان کے وجود سے بن رہی تھیں۔

(2) پھر اس تمثیل میں الانبیاء کے بعد الف لام موجود ہے۔ جو تعمیم کا نہیں بلکہ تخصیص کا ہے۔ کیونکہ اوّل تو لفظ قبلی موجود ہے۔ جو بعدی کو مستثنیٰ کر رہا ہے۔ اور بعدی کو ہم اس واسطے داخل کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک باب نبوت مسدود نہیں۔ جب تک کہ ثابت نہ کیا جاوے۔ دوئم سب کو مراد لینے میں قرآن کریم اور احادیث تابع ہیں۔ صرف وہی نبی اور رسول مراد ہو سکتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح شارع نبی تھے۔

(3) پھر انبیاء ماقبل اور مابعد دونوں اس واسطے مراد نہیں کہ ایک حدیث میں لفظ قبلی موجود ہے۔

(4) پھر اس تمثیل کی غرض صرف ایک پیشگوئی کی طرف اشارہ بھی مقصود ہے۔ جو کتب مقدس یہود (دیکھو انجیل متی باب 21 آیت 42) اور نصاریٰ میں موجود ہے۔ اور آپ نے اس پیشگوئی کو اپنی ذات پر چسپاں کیا ہے۔ اور وہ پیشگوئی ان الفاظ میں ہے کہ جس پتھر کو معماروں نے ردّ کیا۔ وہی (اس عمارت میں) کونے کا سرا ہوا۔ گویا آپ وہ موعود پتھر یا اینٹ ہیں۔ جس نے عمارت کے کونے کا سرا ہونا تھا۔ اور بس۔ یا بالفظ دیگر آپ ایک موجود انسان ہیں۔

(5) اور پھر اگر ہر ایک پہلو سے مناسبت اور مطابقت ضروری قرار دی جاوے تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی کوئی قدر و منزلت یا وقعت اور ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بلکہ بہت خفیف ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس تمثیل نے اوّل تو یہ بتا دیا ہے کہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے ہی عمارت نہایت خوبصورت شکل میں موجود تھی اس کی خوبصورتی میں کوئی فرق نہ تھا۔ صرف ایک اینٹ کی کمی تھی۔ مگر کوئی ایسا نقص یا کمی نہ تھی جس سے دیکھنے والوں کی خوشی اور تعجب میں فرق آتا۔ بلکہ معائنہ کے بعد ضرور خوش ہوتے اس ایک اینٹ کی کمی کو

چنداں حرج یا نقص نہ خیال کرتے ۔جس سے عمارت کے رونق میں فرق آتا ۔یا اس کے تعجب میں فرق آتا۔پس اب غور کرو کہ کیا درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل عالم میں ضرورت اتنی ہی تھی ۔جتنی کہ ایک عمارت میں اس باقی ماندہ اینٹ کی ہے ۔اگر یہی ہے تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی چنداں ضرورت نہ تھی ۔ہونا اور نہ ہونا برابر تھا اور اگر یہی نہیں بلکہ اشد ضرورت تھی ۔تو ضرور کوئی خاص کمی ہے ۔جو خو بصورت نبی اور رسول ہونے کے نہیں بلکہ بصورت شارع ہونے کے ہے ۔اور وہ اینٹ شریعت کی ہے ۔جس کا اشارہ اس آیت میں موجود ہے **الیوم اکملت لکم دینکم** یعنی ہم نے تم کو ایک مکمل دین یا شریعت دے دی ہے ۔پس محض نبوت ہرگز مراد نہیں ۔اور یہی کمی تھی جس کو تکمیل عمارت کہو یا تکمیل شریعت کہو۔ یا تکمیل نبوت مخصوصہ کہو۔اور قرآن کریم اس کی تائید کرتا ہے ۔اور بس ۔

پس **ختم بی البنیان** اور **ختم بی الرسل** میں اوّل سے مراد تکمیل عمارت شریعت ہے ۔اور دوسرے سے مراد صرف شارع رسول مراد ہیں ۔نہ عام نبی جو غیر شارع ہوں ۔

فصل ششتم

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چھ خصوصیات کا ذکر

حدیث نبوی :-قال رسول اللہ ﷺ۔فضلت علی الانبیاء لبستته ۔اعطیت جوامع الکلم ۔و نصرت بالرعب۔واحلت لی الغنائم ۔ووجعلت لی الارض مسجداً وطھوراً ۔وارسلت الی الخلق کافته۔ وختم بی النبیون۔
(رواہ مسلم۔مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین۔)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جمیع انبیاء پر چھ باتیں خصوصیت حاصل ہیں۔

اوّل: مجھ کو تمام شریعت کا مجموعہ دیا گیا۔
دوئم: رعب کے ذریعہ میری تائید کی گئی ہے۔
سوم: میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا ہے۔
چہارم: میرے لئے تمام سطح زمین کو مسجد مقرر کیا گیا ہے۔اور پاک کرنے کا ذریعہ بھی
پنجم: میں جمیع اقوام عالم کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔
ششم: مجھ پر بعض قسم کے انبیاء منقطع ہو چکے ہیں۔

منکران نبوت کا استدلال: چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک جامع اور مکمل شریعت ملی اور چونکہ آپ جمیع اقوام عالم کی طرف رسول ہو کر آئے۔اور چونکہ آپ پر نبی منقطع ہو چکے ہیں۔لہٰذا آپ کے بعد باب نبوت مسدود ہو چکا ہے۔اور کوئی دوسرا مدعی صادق نہیں ہوسکتا۔

احمدیوں کا جواب: اس حدیث شریف سے بھی باب نبوت کا مسدود ہونا ثابت نہیں ۔اور ہرگز نہیں۔ باوجودیکہ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جامع اور مکمل شریعت لائے ۔اوراس کے بعد دوسری شریعت جدیدہ نہیں ۔اور باوجودیکہ آپ جمیع اقوام کی طرف شارع رسول ہوکر مبعوث ہوئے۔اور باوجودیکہ آپ پر (بعض قسم کے) نبی منقطع ہوئے ہوں۔کیونکہ ختم بی النبیون میں نبیون پر الف لام موجود ہے۔وہ الف لام وہی تخصیص کا ہے جس کا ہم بار بار اولی میں ذکر کر چکے ہیں۔پس یہاں النبیون سے صرف شارع رسول اور نبی مراد ہیں۔نہ جنس نبی اور رسول۔شارع نبی نہ ہوں گے۔ہاں تابع اور امتی نبی اور رسول ہو سکتے ہیں ۔اوران کی آمد پر اوّل کلام اللہ قرآن حمید، دوئم سنت اللہ قانون قدرت مستمرہ، سوئم احادیث صحیحہ، چہارم اقوال بعض اکابر اسلام گواہ ہیں۔

فصل ہفتم

حضرت عمر کی نبوت کا تذکرہ

حدیث نبوی: قال رسول اللہ ﷺ۔لو کان بعدی نبیؐ لکان عمر
(رواہ ترمذی، مشکوٰۃ باب مناقب عمر)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا یا میری معیت میں دوسرا نبی ہوتا تو حضرت عمر ہوتا۔

منکران نبوت کا استدلال: اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دوسرا کوئی نبی ہونا تھا تو حضرت عمر بن خطابؓ ہوتے ۔مگر چونکہ آپ کے بعد باب نبوت مسدود تھا۔لہٰذا حضرت عمر جیسے انسان بھی نبی نہ ہو سکے۔

احمدیوں کا جواب: اس حدیث سے بھی مطلق باب نبوت بند ثابت نہیں ہوتا اور ہرگز نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا تعلق صرف ایک خاص امر سے ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمر کے ذات تک محدود ہے۔ وگرنہ یہ حدیث صرف اس غرض سے بیان نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مطلق نبوت مسدود ہو چکی ہے۔

اس حدیث نے صرف اس بات کا اظہار کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذاتہ اپنی نبوت کے فرائض ادا کرنے کے لئے اور اس کی اشاعت اور تبلیغ کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح شریک فی النبوۃ اور وزیر نبی کی ضرورت نہیں۔ اور اگر ہوتی تو آپ کی معیت میں یا آپ کے بعد حضرت عمر علیہ السلام امر نبوت پر مقرر کئے جاتے۔ اور وہ شریک فی النبوۃ اور وزیر نبی کر دئے جاتے۔ جس طرح حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کر دئے گئے تھے۔ کیونکہ حضرت عمر میں وہ تمام برکات، انوار، اور کمالات جو کسی نبی میں ہوتے ہیں موجود ہیں۔ پس کسی مبارک انسان میں کمالات نبوت اور برکات نبوت کا پایا جانا۔ اس کو نبی اور رسول ثابت نہیں کرتا۔ بلکہ وہ محدث اور مکلم ہوتا ہے۔ اور اس کو زیادہ سے زیادہ صدیقیت کا مرتبہ نصیب ہوتا۔ اور صحیح بخاری کی احادیث میں اس کو غیر نبی کہا گیا ہے۔ (من غیر ان یکونو انبیاء) ہاں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معیت میں کسی دوسرے نبی کی ضرورت ہوتی تو جو شخص منتخب کیا جاتا وہ حضرت عمرؓ ہی ہوتا۔ کیونکہ آپ میں نبی ہونے کے تمام کمالات موجود تھے۔ پر آپؓ عہدہ نبوت پر مقرر نہ تھے۔

اس حدیث میں لفظ بعدی اوّل تو بمعنی بعد بعثتی آیا ہے۔

دوئم بعدی کا معنی متصلاً۔ سوئم بعدی بمعنی سوائے اور غیری اور چہارم بعدی بمعنی بمعیتی یا معی آیا ہے۔ اور ان چہار کی تفسیر اور تشریح حدیث نمبر اول میں ہم کر چکے ہیں۔

ہاں اگر بعدی کے معنی یہ فرض کرلیں آپ کے بعد مطلق باب نبوت مسدود ہے
۔اور کوئی نبی آپ کے بعد نہیں ہوسکتا۔تو یہ امر خود منکران نبوت کے اعتقادات کے خلاف
ہے۔کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ موعود کی آمد کے قائل ہیں۔اور اس کو صحیح مسلم نے نبی اللہ بار بار
فرمایا ہے۔پس جب اس قدر گنجائش حضرت مسیح موعود نبی اللہ کی آمد کی نکل آئی۔تو نبی مطلق
کے معنوں پر بعدی کا ہونا باطل ہوگیا۔

لوحرف شرط اور لام حرف جزاء

کسی شخص نے کہا ہے کہ **لو** حرف شرط کے بعد **لام** حرف جزاء آوے تو وہاں محالات
کا ذکر ہوتا ہے۔جن کا پورا ہونا ناممکن ہو۔جیسا کہ **لو کان فیھما آلھۃٌ الا اللہ
لفسدتا** (سورۃ الانبیاء) میں **لو** کے بعد **لام** آیا ہے۔اور یہ محالات میں سے ہے
۔کیونکہ یہ صاف بات ہے کہ اگر زمین اور آسمان میں ایک خدا سے زیادہ خدا ہوتے تو ضرور
آسمان اور زمین کے انتظام میں فساد واقع ہوجاتا۔پس چونکہ ایک سے زائد خدا ہونے
محالات میں سے ہیں لہٰذا فساد کا ہونا زمین اور آسمان کے انتظام میں محالات میں سے ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جہاں مولویوں اور ملاؤں کے پاس کوئی دلیل بین کسی امر پر باقی
نہ رہے۔تو وہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے اصل عبارات کو ترک کرکے دوسرے علوم کی
آڑ میں پناہ لیکر الجھن میں ڈال دیتے ہیں۔تاکہ اصل معاملہ پر پردہ پڑ جاوے اور جواب
دہ نہ ہوں۔اس قاعدہ کے بموجب صرف **کان لو** کی بحث کو آڑ بتایا ہے اور اس سے بکلی
امتناع نکالنے کی بیجا کوشش کی ہے۔**لو** کا حرف شرط ضروری نہیں کہ ہمیشہ امتناع کے واسطے
آئے۔بلکہ بوجہ کسی امتناع کے صرف امتناع ہے۔مثلاً اسی مثال میں دیکھو کہ ایک سے
زائد خداؤں کا ہونا امتناع ہے اور اسی بناء پر امتناع کے طور پر آیا۔ورنہ اگر اصل امر امتناع

نہ ہو۔تولو حرف کا کام امتناع کا کام نہ دے گا۔اس قصہ کو جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان میں حرف **لو** کے ماتحت مفصل بیان کیا ہے۔**لو کان بعدی نبیًا لکان عمر** میں اصل امر نبی کا ہونا ہے۔کسی دوسرے نبی کے علاوہ۔تو یہ امر کب برابر ہے۔اس مثال سے کسی دوسرے خدا کا ہونا ہو۔اللہ تعالیٰ کے سوا۔کیونکہ ایک خدا کے سوا کسی دوسرے خدا کا ہونا۔سیدنا حضرت **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور آپ کے بعد تینوں زمانوں میں **ممتنع** ہے۔مگر کسی نبی کا ہونا۔کسی دوسرے نبی کے علاوہ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد **ممتنع** نہیں۔جب پہلے نہ تھا تو بعد میں نہ ہوتا۔محتاج ثبوت ہے۔ہاں اگر بکلی **ممتنع** ہوتا تو ہر زمانہ میں ہوتا۔جیسا کہ خدا کے سوا دوسرے کا خدا ہونا۔ہر زمانہ میں **ممتنع** ہے۔امر الوہیت اور امر نبوت دونوں باہم ہرگز مناسبت اور مشابہت نہیں رکھتے۔کیونکہ امر اوّل میں ایک سے زائد کا ہونا محتاج کا ثبوت ہے۔اور امر دوئم میں بدیہات میں سے ہے۔

اسی قرآن کریم میں اور کئی مثالیں ہیں۔وہاں یہی معنی درست نہی۔مثلاً **لَوۡ اٰمَنَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ** ؕ (سورۃ آل عمران آیت 111) یعنی اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو یہ امر ان کے حق میں مفید ہوتا پس اہل کتاب کا ایمان لانا کوئی امر **ممتنع** نہیں۔بلکہ ممکن ہے۔اور ہزاروں ایمان لائے بھی۔اسی طرح سے **وَلَوۡ اَنَّهُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰى تَخۡرُجَ اِلَيۡهِمۡ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ** ؕ (سورۃ الحجرات آیت 6) میں یہ معاملہ ہے کہ اگر یہ جلدی کرنے والے صبر سے کام لیتے۔یہاں تک کہ تو خود ان کے طرف نکل آتا۔تو یہ امر ان کے واسطے بہت بہتر ہوتا۔پس کیا یہاں صبر کرنا امر **ممتنع** ہے۔ہرگز نہیں بلکہ ممکن ہے اور کئی لوگوں نے اس بات پر عمل کیا۔اسی طرح سے اور کئی مثالیں موجود ہیں۔

پس اس حدیث میں بھی **لو** کا حرف شرط اس قاعدہ سے آیا ہے اور بس۔لہٰذا حرف **لو**

کی بحث اور اس کا الجھن نبوت کی سی عظیم الشان نعمت کو بند نہیں کر سکتا۔اس کے واسطے بینات کی ضرورت ہے۔

جب کبھی ہم نے مولویوں سے حضرت عیسیٰ ناصری کی زندگی کا ثبوت یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کے منقطع ہو جانے کا ثبوت طلب کیا ہے اور بینات کا تقاضا کیا ہے ۔تو جواب لفظ توفیٰ اور خاتم پر صرفی اور نحوی بحث منطقی کج بحثی کے سوا اور کوئی برہان اور بین نہ لایا گیا۔ہائے افسوس۔

فصل ہشتم

آخرالانبیاء کا تذکرہ

حدیث نبوی:-قال رسول اللہ ﷺ۔انی اٰخر الانبیاء و ان مسجدی اٰخر المساجد (کتاب الحج۔باب فضلیت الصلوٰۃ فی المسجد المدینہ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں انبیاء کے آخر میں ہوں۔اور میری مسجد المساجد کی آخری مسجد ہے۔

منکران نبوت کا استدلال: چونکہ آپ آخرالانبیاء ہیں لہٰذا آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں۔پس جو مدعی نبوت ہوگا۔وہ صادق نہ ہوگا۔

احمدیوں کا جواب: یہ حدیث بھی مدعا زیر بحث کے واسطے دلیل بین نہیں۔کیونکہ جس طرح اپنے آپ کو آخرالانبیاء کہا ہے۔اپنی مسجد کو آخرالامسجد کہا ہے۔پس لازمی ہے کہ اگر آپ کے بعد دوسرے نبی کا پیدا ہونا ممتنع اور منقطع ہو۔تو آپ کے بعد کسی دوسری مسجد کا تعمیر ہونا بھی ممتنع اور منقطع ہو۔حالانکہ ہم دیکھتے ہیں مسجد نبوی کے بعد 13 سوسال میں

لاکھوں مساجد بنی ہیں۔پس امر نبوت کیونکر ممتنع اور منقطع مانا جاسکتا ہے۔اگر لفظ آخرالانبیاء کے واسطے امتناع ثابت کرتا ہے تو تعمیر مساجد کے واسطے کیوں انقطاع ثابت نہیں کرتا۔جو معنی ایک مقام میں لو وہی معنی دوسرے مقام پر لو۔یک بام اور دو ہوا جائز قرار مت دو۔

اگر آخرالانبیاء کے معنی یہ ہوں کہ لیس بعدہ نبیٌ۔تو اس کا جواب عاقبت کی بحث میں فصل چہارم میں کافی دے چکا ہوں۔وہاں دیکھ لو۔

یہاں حدیث میں لفظ انبیاء پر الف لام موجود ہے۔پس الف لام کو کیوں نہ تخصیص کا قرار دیکر یہ معنی کریں۔کہ ایک خاص قسم کے انبیاء بعد یا آخر میں ہوں۔جو باشریعت یا شارع تھے۔

اوراسی طرح المساجد میں الف لام اسی قسم کا قرار دیکر یہ کہہ دیں کہ ان خصوصیات کی مسجد دوسری نہ ہوگی۔یعنی آئندہ جو نبی ہوگا۔تو وہ میرے اتباع میں ہوگا۔اور جو مسجد ہوگی وہ میری مسجد کے تبع میں ہوگی۔نہ ایسا نبی ہوگا جو میرا متبع اور مطیع نہ ہو۔اور نہ ایسی مسجد ہوگی جو میری مسجد کے طرز اور اتباع میں نہ ہو۔یعنی جو نبی ہو یا مسجد ہوگی وہ میرے یا میری مسجد کی تقلید اور نقش قدم پر ہوگی اور بس۔

ایک نظر باز گشت

حدیث نمبر اوّل۔دوم۔سوم۔میں لفظ لا نبی بعدی وارد ہے۔حدیث نمبر چہارم میں لیس بعدہ نبیٌ وارد ہے۔حدیث نمبر پنجم اور ششم میں ختم بی الرسول اور ختم بی النبیون کے الفظ ہیں۔حدیث نمبر ہفتم میں لو کان بعدی نبیًا آیا ہے۔اور حدیث ہشتم میں اٰخر الانبیاء کے الفاظ موجود ہیں۔پس بلحاظ تحقیقات گویا لا نبی بعدی۔لیس بعدہ نبیٌ،لو کان بعدی نبیاً ایک قسم کے الفاظ ہیں۔اور ختم

بی الرسول اور ختم بی النبیون قریباً ہم معنی ہیں ۔اور پھر آخر الانبیاء ہے ۔لہٰذا آیت خاتم النبیین کی بحث میں از روئے حدیث یہی تین قسم کے الفاظ پیش ہوتے ہیں ۔کہ نبوت کو منقطع ثابت کیا جاوے۔پس اس بارہ میں سب سے اوّل صحابہ کرام کا مذہب دیکھنا چاہیئے کہ انہوں نے کیا رائے دی ہے۔اوراس کے بعد اکابرین امت کی آراء پر بھی نظر ڈالنی چاہیئے ۔تا کہ اصل حقیقت بخوبی ذہن نشین ہو سکے۔

ہم نے قریباً وہ تمام احادیث جن سے لوگ باب نبوت مسدود قرار دیتے ہیں ۔یہاں درج کر کے ہر ایک پہلو سے ہر حدیث پر بحث کر دی ہے ۔اور ہر ایک حدیث سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہرگز اس دعویٰ پر دلیل نہیں ہوسکتی ۔جس غرض سے وہ پیش کی جاتی ہیں ۔اب ہم دوسرا پہلو لیتے ہیں ۔اور وہ احادیث اوراقوال پیش کرتے ہیں ۔جو ہمارے اس مدعا کو جو ہم نے اس احادیث کی بحث میں پیش کی ہے ۔یعنی یہ کہ باب نبوت غیر مسدود ہے ثابت کریں ۔اس تائیداور تصدیق میں ہم احادیث اوراقوال صلحاء سے کچھ پیش کرتے ہیں ۔وباللہ توفیق ۔

باب دوئم

عدم انقطاع نبوت بعد حضرت خاتم النبوۃ

فصل اوّل

حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہوگا

حدیث نبوی نمبر 1: قال رسول اللہ ﷺ۔ ثم یاتی عیسیٰ نبی اللہ.......و یحفر نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ ....فیرغیب نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ ۔و یھبط عیسیٰ نبی اللہ ....عیسیٰ و اصحابہ (رواہ مسلم ابن ماجہ)

استدلال قائلین نبوت: اگرچہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اور لا نبی بعدی کی حدیث موجود ہے۔ تاہم حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا۔ پس آپ کا نبی اللہ ہونا۔ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے متناقض اور مخالف نہیں ۔ بلکہ عین موافق ہے۔

جس قدر فرقہ اسلامیہ حضرت عیسیٰ موعود کے آمد کے قائل ہیں وہ سب بالاتفاق اس کو نبی اللہ یقین کرتے ہیں۔ ہاں اگر کسی نے اس کی نبوت کو اس سے آمد ثانی میں منفک کہا تو اس پر اس کے حق میں یہ فتویٰ صادر کیا۔ کہ وہ کافر اور خارج از اسلام ہے۔

ومن قال بسلب بنبوتہ کفر کما صرح بہ السیوطے

(حجج الکرامت)

حدیث نمبر 2:قال رسول اللہ ﷺالانبیاء اخوۃ العلات امھاتھم شتّٰی و دینھم واحد ولانی اولیٰ الناس بعیسیٰ ابن مریم ۔لانہ لم یکن بینی و بینہ نبی ۔وانہ نازل فاذا راتیمو فاعرفوہ رجل مربوع الحمرۃ البیاض علیہ ثوبان ممصران راسہ یقطر و ان لم یصبہ بلل فیدق الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیہ و یدعو الناس الی الاسلام ....فیمکث اربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون۔

یعنی: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمیع انبیاء علاتی بھائی ہیں ۔ان کی مائیں جُدا جُدا ہوتی ہیں ۔مگر ان کا مشن واحد ہے ۔اور میں حضرت عیسیٰ ابن مریم سب سے زیادہ قرب اور تعلق رکھتا ہوں ۔کیونکہ میرے اور اس کے درمیان والے زمانہ میں دوسرا نبی نہیں ہوا۔اور وہ نزیل کرنے والا ہے ۔پس جب تم اس کو دیکھ پاؤ۔تو اس کی شناخت کرلو۔وہ ایک شخص ہے درمیانہ قد وقامت کا۔سرخ وسفید رنگ والا۔اس پر دو زرد رنگ کے کپڑے ہوں گے ۔اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔اگرچہ پانی نہ ڈالا ہو ۔وہ صلیب کو توڑ دے گا ۔خنازیر قتل کرے گا۔جزیہ موقوف کر دے گا۔لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا۔اس کے زمانہ میں مذاہب ہلاک ہوں گے ۔سوائے اسلام کے ۔وہ چالیس سال رہے گا۔پھر وفات پائے گا اور مسلمان اس کا جنازہ پڑھیں گے ۔

استدلال قائلین نبوت: (1) آنحضرت ﷺ نے حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ فرمایا ہے۔

(2)اپنی اور اس کی درمیان دوسرے نبی کا ہونا بند فرمایا ہے ۔جیسا کہ لیس بینی و بینہ نبیؐ سے ظاہر ہے۔

(3)اسی مبارک کا آگے چل کر حلیہ فرمایا کہ وہ درمیانہ قد اور سرخ وسفید رنگت والا ہوگا۔حالانکہ حضرت مسیح ناصری احمد الھون ہے باقی حلیہ اور علامات سب اسی مسیح موعودۃ ہے ۔نہ جس نے چالیس سال نبوت گزار کر وفات پا جانا ہے اور مسلمانوں نے اس کا جنازہ پڑھنا ہے۔

حاشیہ:مولوی محمد علی کہتا ہے کہ اس حدیث کا پہلا حصہ حضرت مسیح ناصری کے بارہ میں ہے اور دوسرا حصہ جو **انه نازلٌ** سے شروع ہوتا ہے۔حضرت مسیح موعود کے بارہ میں ہے۔نیز یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری تو **الانبیاء اخواۃ العلات** کے مصداق ہیں ۔مگر حضرت مسیح موعود کا آپ سے تعلق فرزندی ہے ۔پس اگر آپ نبی ہیں تو آپ آنحضرت ﷺ کے بھائی بنتے ہیں۔اور اگر آپ فرزند ہیں تو نبی نہیں۔

سواس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو حدیث میں ایک ہی شخص کا ذکر ہے۔دو کا نہیں۔دوئم اگر بھائی ہونا نبوت کے مانع ہے تو اس کا ثبوت قرآن کریم سے دیا جائے محض قیاس سے نہیں ۔سوئم ایک طرف حضرت علیؓ کو آنحضرت نے ہارون کا مثیل کہا۔اس سے بھی بھائی ہے ۔آپ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی بھی تھے ۔**اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ** کے ماتحت بھی جہاں آنحضرت ﷺ سب مومنوں کے بھائی ہیں۔وہاں آپ حضرت علی کے بھی بھائی ہیں ۔دوسری طرف حضرت علی آپ ﷺ کے داماد ہیں ۔جو تعلق فرزندی ہے۔روحانی پسر بھی ہیں ۔پس یہ دونوں اخوت اور فرزندی کیونکر اکٹھے ہو گئے ۔اگر یہاں دونوں تعلق کا اجتماع جائز ہے تو حضرت مسیح موعود میں اخوت اور ابنیت کیوں جائز نہیں۔جس قدر اولیاء اور اصحاب کرام ہوئے ہیں وہ ایک طرف تو بلحاظ مومن ہونے کے آنحضرت ﷺ کے بھائی ہیں۔اور بلحاظ تعلق روحانی فرزند ہیں۔پس یہ دونوں تعلق اگر یہاں جائز ہو سکتے ہیں تو حضرت مسیح موعود میں کیوں نہ ہو۔

اس حدیث نے نہ صرف مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا ہے بلکہ دوسرے انبیاء میں سے ایک نبی قرار دیا ہے۔حضرت مسیح موعود کو کتب مقدس متعلقہ تورات میں کتاب دانیال میں حضرت زردشت کی پیشگوئیوں میں ،کتب یہود طالموت وغیرہ میں ۔اناجیل میں نبی اللہ کہا گیا ہے۔تمام فرقہ اسلامیہ اس کے نبوت پر متفق ہیں۔پس اس قدر اتفاقات کے ہوتے ہوئے اگروہ اور اس کا آنا بصورت نبی اللہ تسلیم شدہ مسلم ہے۔تو خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے اندر منکرین نبوت کے گھر میں ایک زبردست استثناء نکل آئی ہے۔پس جب اس سد سکندری میں اس قدر سوراخ نکل آیا کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ انہیں سے ہو کر آ سکتا ہے۔تو دوسروں کی ممانعت بے دلیل نہیں۔

فصل دوئم

اگر ابراہیم زندہ ہوتا تو نبی اللہ ہوتا

حدیث نبوی نمبر اوّل :قال رسول اللہ ﷺ۔لو عاش ابراھیم لکان صدیقًا نبیاً۔(ابن ماجہ جلد اوّل صفحہ 237)

یعنی: اگر حضرت ابراہیم ولد سیدنا محمد ﷺ خاتم النبیین زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی ہوتا۔

استدلال قائلین نبوت: دیکھو یہاں جو بات مانع ہوئی وہ عدم حیات ہے۔جس کا ذکر لو عاش میں ہے۔مگر جو بات واقع ہوتی اور ضرور ہوتی وہ نبوت تھی۔ہاں اگر کوئی امر مانع نبوت ہوا۔تو محض نبوت سے۔نہ کوئی اور امر۔پس اگر لفظ خاتم النبیین مانع نبوت ہوتا

آنحضرت ﷺ ایسا نہ فرماتے۔پس باوجود خطاب خاتم النبیین کے ہونے کے آپ کا حضرت ابراہیمؑ کو نبی کہنا۔گویا آپ کا فیصلہ ہے۔کہ نفس نبوت منقطع نہیں۔

حدیث نبوی نمبر 2:**عن ابن عباس قال لما مات ابراھیم بن رسول اللہ ﷺ و قال ان لہ موضوا فی الجنۃ ولو عاش لکان صدیقًا نبیًا۔**

یعنی: ابن عباس کہتا ہے کہ جب ابراہیم پسر رسول اللہ وفات پا گیا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنت میں راحت پا گیا۔ہاں اگر زندہ رہتا تو صدیق نبی ہوتا۔

یہ حدیث بھی اسی مضمون اور اسی غرض پر دلیل ہے۔

اس حدیث کی شرح ملا علی قاری نے اپنی کتاب موضوعات کبیر میں اور مولوی عبدالحئی لکھنوی نے دافع الوساوس میں نہایت خوبی سے کی ہے اور صرف تشریعی نبوت کو بند قرار دیا ہے۔اور غیر تشریعی نبوت یا نفس نبوت کو جاری فرمایا ہے۔یہ گویا دوسری حدیث ہے۔جولا

حاشیہ: سیدنا حضرت محمد رسول اللہ کو خطاب خاتم النبیین کا 5 ہجری میں عطا ہوا۔یعنی اس سال جب آپ نے حضرت زینبؓ بن جحش مطلقہ زید سے نکاح کیا۔دیکھو الباب الاخبار فی سیرۃ المختار۔مطبوعہ بیروت۔

اس کتاب میں **السنۃ عاشرۃ** کی سرخی قائم کی ہے۔اور پھر لکھا ہے **و فی ھذہ السنۃ توفی ابراھیم ابن الرسول** یعنی اس سن ہجری میں آنحضرت ﷺ کا فرزند ابراہیم فوت ہوا۔پس صاف بات ہے آیت خاتم النبیین پر کامل پانچ سال گذر چکے تھے۔کہ آپ نے حضرت ابراہیم کے حق میں یہ حدیث فرمائی۔اس سے صاف فیصلہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے نزدیک آیت خاتم النبیین مانع نفس نبوت نہیں ہے۔**فبعث المدعیٰ۔**

نبی بعدی کی سدّ سکندری میں ایک اور کھڑکی حضرت ابراہیم کے واسطے بھی کھلی ثابت کرتی ہے۔ اگر موت جلدی نہ کرتی۔

فصل سوم

مبشرات اور منذرات یا نفس نبوت کا باقی رہنا

حدیث نبوی: قال رسول اللہ ﷺ۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ النبوت میں سے باقی نہیں رہے مگر المبشرات (حاشیہ) وہ باقی ہیں۔

حاشیہ: چونکہ قرآن کریم نے شریعت یا احکام امرونہی کے بارہ میں صاف کہہ دیا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ لہٰذا یہ پہلو مکمل ہو چکا ہے۔ اور تکمیل کے بعد یہ پہلو ممتنع اور منقطع ہو چکا ہے۔ مبشرات سو یہ باقی ہیں۔ اور منذرات بھی درحقیقت مبشرات ہی کی ایک صورت ہے۔ مثلاً جو بات مومن کے واسطے مبشر ہے وہی ایک پہلو سے منکر کے واسطے منذر ہی ہے۔ مثلاً منکران نبوت محمدیہ پر عذاب اور تباہی کا آنا۔ ان کے حق میں منذر۔ مگر مومنوں کے واسطے مبشر تھا۔ لہٰذا وہ یہی چونکہ مبشرات میں داخل تھا۔ لہٰذا صرف لفظ مبشرات ہی باقی رکھا گیا۔ اور قرآن کریم نے بھی اس پہلو کو لیا ہے۔ جو اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ۔ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ

استدلال قائلین نبوت: چونکہ قرآن کریم کے مطالعہ سے صاف واضح ہے کہ نبوت بلحاظ اپنی خصوصیات کے صرف دو باتیں اپنے اندر رکھتی ہے۔ایک شریعت یا احکام امر و نہی اور دوسرے مبشرات اور منذات۔لہٰذا اس حدیث نے النبوت کہہ کر اوّل دونوں باتوں کو لیا کہ وہ نبوت میں داخل ہیں۔یا ان کا ظہور بذریعہ نبوت ہوتا ہے۔پس شریعت یا احکام امر و نہی سیدنا محمد رسول اللہ کے بعد نئی صورت لے کر بذریعہ نبوت کبھی ظاہر نہ ہوں گے۔اب ان کا ظہور باقی نہ رہا۔ہاں مبشرات اور منذرات کا ظہور بذریعہ نبوت میں بھی ہوتا رہے گا۔وہ منقطع نہیں ہوا۔لہٰذا جو نبی بعد از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو سکتے ہیں وہ شارع نبی نہ ہوں گے۔یا یوں سمجھو کہ مبشر اور منذر ہوں گے۔اور بس۔

1-نبوت کی تعریف کتب لغت میں یوں وارد ہے۔النباء خبرٌ ذو فائدۃ عظیمۃ یحصل بہ علمٌ او غلبۃُ ظن ولا یقال للجزالاصل بناءٌ حتّٰی یتضمن ھذہ الاشیاء الثلاثۃ و حق الخبر الذی یقال فیہ بناء ان

باقی حاشیہ:

الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (سورۃ حٰم سجدہ) میں مذکور ہے۔یعنی مبشرات کا ہونا بعد از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقی مانا ہے۔یعنی اگر کوئی لوگ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب کامل ایمان کے ساتھ مان لیں۔اور پھر اسی کامل ایمان پر کامل استقامت رکھا دیں تو۔۔۔ان پر فرشتے نازل ہوں گے۔دوم ان کو یہ پیغام خدا پہنچا دیں۔کہ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا سوئم ان کو جنت موعود کی بشارت دیں گے۔چہارم دنیا اور آخرت میں فرشتے اس کے مقرب اور اولیاء رہیں گے۔پس آیت نے مبشرات کا ہونا باقی مانا ہے۔اور حدیث زیر بحث نے اس کو النبوت میں سے قرار دیا ہے۔

يتعدى عن الكذب۔ كالتواتر وخبر الله تعالیٰ و خبر النبی علیه السلام۔

(2)والنبوۃ سفارۃ بین اللہ و بین ذو العقول من عبادہ لا ازاحته علیهم فی امر معازهم ومعاشهم۔

(3)والنبی لکونه منبأ بما تسکن الیه العقول الذکیة وهو یصّح ان یکون فصِیلًا بمعنی فاعل و ان یکون بمعنے المفعول

(مفردات راغب صفحہ 500-499)

یعنی نباء اس خبر کو کہتے ہیں جس سے بڑا فائدہ حاصل ہو۔ جس کے ذریعہ سے ایک خاص علم حاصل ہو۔ یا ظن غالب ہو۔ اور عام بات کو یا عام خبر کو بناء نہیں کہتے۔ جب تک اس میں یہ تین امور نہ پائے جاویں۔ حق بات یا خبر وہ ہے۔

(1) جس میں ایسی بناء ہو جو احتمال کذب سے پاک ہو۔ جیسا کہ تو ہوتا ہے۔

(2) اور خدا تعالیٰ کی خبر ہو۔

(3) اور نبی کی خبر ہو۔

النبوت۔ اس عہدہ سفارت کا نام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے ذوالعقول مخلوق کے درمیان ادا کیا جاوے۔ تاکہ ان کو مطلع کرے اس بات کے بارہ میں کس بناء پر وہ اپنی امور معاد اور معاش میں لغزش کھا چکے ہیں۔

نبی وہ شخص ہوتا ہے جس کو بناء سے مطیع کیا جاتا ہے۔ اور پاک عقل اس سے سکینہ اور تسکین پاتے ہیں۔ اور اگر نبی بوزن فعیل بمعنی فاعل یا بمعنی مفعول ہو۔ دونوں درست ہے۔

علم کلام میں نبی کی تعریف یوں وارد ہے۔ النبی انسان بعثه الله لتبلیغ ما

اوحی الیہ۔

یعنی نبی ایک انسان ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ منتخب کر لیتا ہے۔تا کہ ما اوحی الیہ (جو کچھ اس کو بذریعہ وحی ملے) اس کی تبلیغ کرے۔

قرآن کریم میں نبی کی تعریف یوں وارد ہے۔

1۔بَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ۔ (سورۃ بقرہ آیت 214)

خدا تعالیٰ نبی منتخب کرتا ہے۔جو مبشرات سناتے ہیں۔اور منذرات کا اعلان کرتے ہیں۔

2۔عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا○اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (سورۃ الجن آیت 27.28)

یعنی: خدا تعالیٰ ہر قسم کے غیب کو جاننے والا ہے۔پس اس کے غیب پر کسی کو کثرت سے مطلع نہیں کیا جاتا۔یا اس کے غیب پر کوئی ایک غلبہ نہیں پا سکتا۔مگر وہی شخص جس کو رسول کر کے منتخب کر لے۔

پس نبی وہ ہوا۔جو کثرت سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوا ہو۔اور کثرت سے امور غیبیہ پر اس کو اطلاع دی جاوے۔خواہ وہ خبر از قسم شریعت یا امر و نہی یا از قسم مبشرات اور منذرات ہو۔جس طرح کہ زمانہ اور حالات تقاضہ کریں اور جس بات کی خدا تعالیٰ ضرورت خیال کرے۔

پس جو معنی کتب لغت نے اور علم کلام نے نبی کے قرار دئے ہیں وہی تعریف وقرآن کریم نے قرار دی ہے۔

پس حدیث زیر بحث میں جو بات النبوۃ میں سے منقطع ہے وہ صرف امر و نہی کی نبوت ہے۔ہاں مبشرات کی نبوت باقی ہے۔اور قرآن کریم سے ہم نے واضح کر دیا ہے کہ

النبی ہوتا ہی ہے۔ بلحاظ نفس نبوت مبشر اور منذر ہے۔ اور بس۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا کہ نبی کے واسطے شارع ہونا شرط نہیں۔ اور یہی مذہب اکابرین اہل سنت کا ہے۔

یہ ایک تیسری کھڑکی ہے جو سد سکندرہ انقطاع نبوت میں سے کھلی ہوئی ہے۔ اور اس دیوار میں سے گزرنا ممکن ثابت کرتی ہے۔

حاشیہ:

مولوی محمد علی کہتا ہے۔ مبشرات سے مراد مومن کی رویاء صالحہ ہے۔ اور بس۔ وہی نبوت کا چھیالیسواں 46واں حصہ ہے۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ اوّل اگر یہ درست ہے حضرت مسیح موعود صرف 46 / 1 حصہ کا نبی ہوا۔ اور اس سے بڑھ کر تمہارے نزدیک اس حصہ حدیث سے ثابت نہیں۔ اور اسی قدر حصہ یا دوسرے مومنوں کو بھی حاصل ہوگا یا کم۔ اگر اسی قدر حاصل ہے اور مومن بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس حصہ میں مساوی ہوئے۔ پس آپ کی کون سی فضلیت ہوئی۔ دوئم بخاری کے دوسرے احادیث خود اس کے خلاف ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس امت میں محدث اور مکلم یا ملہم ہوں گے جس میں سے ایک حضرت عمرؓ تھا۔ آیا وہ بھی اسی قدر حصہ پانے والے ہیں یا اس سے بڑھ کر۔ اگر بڑھ کر تو اس سے خلاف ہوا۔ اور اگر اس قدر۔ **لو کان بعدی نبیًا لکان محمد** کے کیا معنی ہیں۔ یعنی اگر میرے بعد نبی ہوتا تو حضرت عمر ہوتا۔ جو 46 / 1 حصہ نبوت کا مالک ہے۔ پس اس میں حضرت عمرؓ کی کون سی خصوصیت ہے۔ یوں تو دوسرے مومن بھی اسی قدر پا سکتے ہیں۔ سوم قرآن کریم کے خلاف ہے جس نے نبوت دراصل مبشرات ہی کو قرار دیا ہے۔ اور شریعت نفس نبوت ہرگز نہیں۔ نہ از روئے قرآن نہ از روئے حدیث نہ از روئے کتب مسیح موعودؑ اور نہ از روئے کتاب لغت۔ اور نہ از روئے آئمہ امت۔ چہارم اگر

مبشرات نفس نبوت نہیں بلکہ اس کا 46 / 1 حصہ ہے تو باقی 46 / 45 حصہ بھی از روئے قرآن و حدیث ثابت کرنے چاہئیں ۔کہ وہ کیا کیا ہیں ۔ورنہ دعویٰ غلط ہے ۔پنجم ۔الیواقیت والجواہر جلد ثانی صفحہ 24 پر امام شعرانی کہتا ہے۔ ہر مومن کی رویائے صالحہ 46 / 1 حصہ نبوت نہیں بلکہ یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے رویاء صالحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے نبوت کا 46 / 1 حصہ ہیں ۔یعنی آپ کی نبوت کا زمانہ کل 23 برس تھا۔اس میں آپ کو ابتداء زمانہ کے 6 ماہ تک رویاء صالحہ ہوتے رہے۔اور باقی زمانہ جو 22 سال اور 6 ماہ کا عرصہ ہوتا ہے۔ بالکل 46 / 45 حصہ ہی وحی اور الہام تھا۔اور 46 / 1 رویاء صالحہ تھا اور جن انبیاء کا زمانہ نبوت کم بیش اسی طرح ان کی رویاء کا زمانہ بھی کم وبیش ہے ۔اور یہی بات حق ہے۔

فصل چہارم

اجماع امت برانقطاع نبوت

منکران نبوت کہتے ہیں کہ چونکہ جمیع فرقہ اسلامیہ اور علماء امت وسلف صالحین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ باب نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مسدود ہو چکا ہے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ انقطاع نبوت پر تمام امت کا اجماع ہو چکا۔ کیونکہ آج سے تیرہ سو سال کے عرصہ میں کسی نے اس کے خلاف آواز بلند نہیں کی پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت بکلی ممتنع اور منقطع ہو چکی ہے۔

احمدیوں کا جواب: انقطاع نبوت پر امت کا اجماع حجت لانا ہرگز درست نہیں کیونکہ امت کے علماء اور آئمہ کرام نے کسی وقت بھی اس بات پر اجماع نہیں کیا۔ بلکہ یہ دعویٰ ہی

غلط ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کا نبی ہی نہیں ہوسکتا۔ دیکھو اجماع کی تعریف یہ ہے۔ **اتفاق المجتہدین من ھذہ الامة فی عصر علی امر شرعی** ۔(مسلم الثبوت جلد 2 صفحہ 166) یعنی: کسی زمانہ میں اس امت کے تمام مجتہدوں کا کسی امر شرعی پر اتفاق کر لینا اجماع کہلاتا ہے۔ اب جو شخص مدعی ہو اس بات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کو منقطع قرار دینے کے لئے امت محمدیہ کے علماء کا کسی خاص زمانہ میں بالاتفاق اجماع ہوا ہے۔ تو اس کا ثبوت بذمہ اس کے ہے۔ کہ وہ تاریخی ثبوت پیش کرے۔ اور ثابت کرے کہ فُلاں زمانہ۔ فُلاں ملک میں اور فُلاں موقع پر یہ اجماع اسی عقیدہ پر ہوا۔ جب تک مدعی اس بات کو ثابت نہ کرے تب تک یہ نرا دعویٰ ہے۔ جو محتاج دلیل ہے۔ اور بے دلیل بات حجت نہیں ہوتی۔

حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ **من ادعیٰ الاجماع فھو کاذب** (دیکھو مسلم الثبوت جلد 2 صفحہ 168) یعنی جو شخص اجماع کا دعویٰ کرے فُلاں عقیدہ پر امت کا اجماع ہو چکا ہے وہ جھوٹا ہے۔

ہم اکابرین امت میں سے بہتوں کے نام پیش کرتے ہیں کہ ان کو بکلی انقطاع نبوت سے ہرگز اتفاق نہ تھا۔ پھر جو بات قرآن اور حدیث وغیرہ سے ثابت ہے۔ تو اس کے خلاف کب اجماع حجت ہوسکتی ہے۔

فصل پنجم

اقوال بعض اکابرین امت بر عدم انقطاع نبوت

صحابہ کرام کا مذہب: حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ **قولو انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ** ۔ (مجمع البحار الانوار تکملہ صفحہ 85)

یعنی: یہ تو کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر یہ مت کہو کہ آپ کے بعد مطلق باب نبوت مسدود ہے۔اور کوئی نبی نہیں۔

دیکھو حضرت محمد رسول اللہ کی اپنی چہیتی بیوی اور عالمہ صحابیہ''لا نبی بعدی'' کے بارہ میں کیا صاف فیصلہ سناتی ہے۔کہ لا تقولوا لا نبی بعدی جو غلط نتیجہ بعض لوگوں لفظ خاتم النبیین کے بارہ میں قائم کر کے ان کے معنی میں لا نبی بعدی پیش کرتے ۔حضرت عائشہ صدیقہ نہایت دلیری سے فرماتی ہیں لا تقولوا لا نبی بعدی یہ لا نبی بعدی کا جملہ بھی مت لاؤ کیوں اس لئے کہ یہ صحیح ترجمہ خاتم النبیین کا نہیں۔یا یہ کہ نبوت ہرگز بکلی ممتنع نہیں۔

اس عقیدہ کو سن کر ضرور اصحاب رسول کریم کو علم ہوا ہوگا کہ حضرت عائشہ کا خاتم النبیین کے بارہ میں کیا عقیدہ ہے۔مگر نہ اصحاب کبار میں سے بلکہ کسی صحابی نے بھی اختلاف نہ کیا۔کہ آپ نے صحیح نہیں فرمایا۔اور ہمارا اجماع تو انقطاق نبوت پر ہو چکا ہے۔اور ہمارے متفق علیہ عقیدہ کے خلاف کہہ رہے ہیں۔بلکہ خاموش ہے۔اور یہی خاموشی ہمارے لئے دلیل ہے کہ وہ مبارک لوگ بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے متفق تھے ورنہ ضرور اختلاف کرتے۔پس اگر اجماع کوئی حجت ہے تو یہ صحابہ کرام کی خاموشی حضرت عائشہ کے

سامنے گویا اجماع ہے۔اس بات پر لا نبی بعدی کہنا درست نہیں۔
جس کو اس کے خلاف دعویٰ ہو۔وہ ثبوت اچھی طرح پیش کرے۔

(1) حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمۃ علیہ کا مذہب۔

امام موصوف فرماتے ہیں۔

(1) فما ارتفت النبوة بالكلية ولهذا قلنا ارتضعت نبوت التشريع وهذا معنى لا نبي بعده۔(فتوحات مکیہ)

(2) فان النبوة التي انقعت بوجود رسول الله انما هي التشريع لا حقا فلا شرع يكون ناسخًا لشرعه ﷺ و يزيد في شريعة حكما اخر ۔وهذا معنى قوله ﷺ ان الرسالته و النبوة التي قد انقعت ۔فلا رسول بعدى ۔ولا نبي ۔اى لا نبي بعدى يكون على شريعته يخالف شرعي بل

حاشیہ: مولوی محمد علی صاحب اور اس کے رفقاء جو حضرت ابو بکر صدیق کے خطبہ ما محمد الا الرسول قد خلت من قبله الرسل کو وفات مسیح ناصری پر حجت مانتے ہیں۔کیونکہ صحابہ نے اس کے خلاف حضرت عیسیٰ کی زندگی کو پیش نہ کیا۔اور حضرت ابن عباس کے معنی متوفيك کے تحت میں مميتك حجت قرار دیتے ہیں۔ہم ان سے دریافت کرتے ہیں۔اگر وہ اقوال اور استدلال اصحاب حجت ہے وفات مسیح ناصری پر تو کیا حضرت عائشہ صدیقہ کا لا تقولوا لا نبي بعده کہنا اور اصحاب کرام کا اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا۔حجت نہیں۔جس پیمانہ سے غیر احمدیوں کو وزن کر کے دیا کرتے تھے۔اب اسی پیمانہ سے تم کو وزن دیا جاتا ہے۔کہو کیا عذر ہے۔

یکون تحت حکم شریعتی ولا رسول ۔ای لا رسول بعدی الی احدٍ من خلق اللہ بشرع یدعو ھم الیہ فھذا ھو الذی انقطع

(فتوحات مکیہ جلد ثانی الباب 37)

(3)فان النبوۃ ساریۃ الی یوم القیامۃ فی الخلق و ان کان تشریع قد انقطاع (فتوحات مکیہ جلد 2)

(1) نبوت بکلی بند نہیں ہوئی اور اسی سبب سے ہم کہتے ہیں کہ صرف نبوت تشریعی بند ہوئی ہے۔اور یہی معنی لا نبی بعدی کے صحیح ہیں۔(2) ہاں جو نبوت سیدنا حضرت رسول اللہ پر منقطع ہو چکی ہے وہ صرف نبوت تشریعی ہے۔پس کوئی شریعت نہ ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو منسوخ قرار دے۔یا اس کی شریعت میں کوئی اور حکم بڑھا سکے۔اور یہی معنی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے لئے رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے۔پس میرے بعد کوئی رسول نہ ہوگا۔اور نہ نبی یعنی کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جو میری شریعت کے صفات دوسری شریعت پر پلا رہا ہو۔بلکہ جو ہوگا وہ میری شریعت کے ماتحت ہوگا۔اور کوئی رسول میرے بعد نہ ہوگا۔جو کوئی ایسی شریعت لاوے مخلوق خدا کی طرف سے جس کے طرف وہ ان کو دعوت دے۔پس یہی نبوت ہے جو منقطع ہے۔(3) نفس نبوت یا قیامت جاری ہے۔مخلوق خدا میں ہاں جو شریعت والی نبوت ہے۔وہ منقطع ہو چکی ہے۔

(4) حضرت امام شعرانی کا مذہب

امام موصوف فرماتے ہیں۔

(1)فان مطلق النبوت لم یرتفع و انما تفع نبوت التشریع فقط.......فقد قامت بھذا النبوۃ بلا شك و قولہ ﷺ فلا نبی بعدی

ولا رسول المراد بہ لا مشرع ۔ (الیواقیت والجواہر جلد 2 صفحہ 27)

(2) اعلم ان النبوۃ لم ترتفع مطلقًا بعد محمد ﷺ و انما ارتفع نبوۃ التشریع فقد فقولہ ﷺ لا نبی بعدی ولا رسول بعدی ای ما ثم من یشرع بعدی شریعۃ خاصتہ فھو مثل قولہ ﷺ اذا ھلك کسرے و قیصر الاملك الروم الفرس ۔ومازال الملك فی الروم ولٰکن ارتفع ھذا الاسم فقط مع وجود الملك فیھم

(الیوقیت والجواہر جلد 2 صفحہ 39)

یعنی (1) پس مطلق نبوت بند نہیں ہوئی ہاں جو بند ہوئی ہے وہ صرف نبوت تشریعی ہے ۔پس اس کے بغیر کسی قسم شک کرنے کی نبوت ثابت ہوتی ہے ۔پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میرے بعد رسول نہ ہوگا یا نبی نہ ہوگا۔اس سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد شارع رسول یا نبی نہ ہوگا۔

(2) یہ بات جان لو کہ مطلق نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بند نہیں ہوئے ۔ہاں جو بند ہوئی ہے وہ صرف نبوت تشریعی ہے ۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول کہ میرے بعد نبی یا رسول نہ ہوگا ۔اس کے یہ معنے ہیں کہ ایسا نبی نہ ہوگا۔جو میرے بعد کوئی مخصوص شریعت لاوے گا۔پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول اس حدیث کی طرح ہے کہ جب یہ (خسرو پرویز) کسرے ہلاک ہوگا۔تو اس کے بعد دوسرا کسریٰ نہ ہوگا۔اور جب یہ (ہرقل) قیصر روم ہلاک ہوگا تو اس کے بعد دوسرا قیصر نہ ہوگا۔اور کسریٰ اور قیصر ایران اور روم کے بادشاہ کو کہتے تھے ۔روم اور ایران کے بادشاہ ہمیشہ رہے ۔لیکن اس نام اور اس وجود کا قیصر اور کسریٰ نہ رہا۔

(5) علامہ زرقانی کا مذہب

علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

قد لا یکون النبی مستقلًا بل یاتی لتقویم شریعت نبی قبله (زرقانی)

یعنی: کوئی نبی مستقل نہ ہوگا۔ بلکہ نبی ہوں گے۔ نبی ماقبل کی شریعت کی قیام کی غرض کے لئے۔

(6) علامہ شیخ الاسلام کا مذہب

ونزول توریت کہ دردے علم پر چیز است۔ دیوان انبیاء بنی اسرائیل دخل تحت شریعت ومحکوم بحکم نبوت دے حتیٰ عیسیٰ علیہما السلام۔ (منشرح بخاری صفحہ 182)

(7) علامہ شارح فتح الباری کا مذہب

وہ فرماتے ہیں۔ ولا یمتنع ان بینی فی الفترۃ من یدعو الی شریعة الرسول الاخر (فتح الباری) یعنی یہ بات درست نہیں ہے اگر ایام فترت میں کوئی نبی ہوکر دوسرے رسول کی شریعت کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا رہے۔

(8) حضرت محمد طاہر گجراتی کا مذہب

حضرت عائشہ صدیقہ کا مذہب قولوا انه خاتم الانبیاء و تقولوا لا نبی بعده درج کرکے آگے کہتا ہے کہ هذا ناظرٌ علی نزول عیسیٰ و هذا الفیًا

لاینافی حدیث لا نبی بعدی لانه اراد لا نبی ینسخ شرعه۔
(مجمع البحار تکملہ صفحہ 85)

یعنی: یہ حضرت عیسیٰ کے نزول کی طرف بھی اشارہ ہے۔اور نیز یہ حدیث لا نبی بعدی کے خلاف نہیں۔کیونکہ مراد یہ ہے کہ ایسا نبی نہ ہوگا جو آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ قرار دے۔

(9) حضرت شاہ ولی اللہ مجدد دہلوی کا مذہب۔

آپ تفہیمات الٰہیہ کے تفہیم 53 میں فرماتے ہیں۔ختم بی النبیون ای لا یوجد من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس یعنی ختم بی النبیون سے یہ مراد ہے کہ کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جس کو خدا تعالیٰ مامور کرے ایک نئی شریعت کے ساتھ لوگوں کی طرف۔

10-علامہ ملا علی قاری محدث مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لو عاش ابراھیم لکان صدیقًا نَبِیًّا کی شرح میں فرماتے ہیں لو عاش ابراھیم وصًا نبیا و کذا صار عمر نبیًّا فکانا حق اتباعه......فلا یناقص قوله تعالی خاتم النبیین۔اذا المعنی انه لا یاتی نبی بعده ینسخ ملته ولم یکن من اُمة
(الموصوعات کبیر صفحہ 59-58)

یعنی: اگر حضرت ابراہیم ولد سیدنا حضرت محمد رسول اللہ نبی ہوتے۔اور اسی طرح اگر حضرت عمر علیہ السلام نبی ہوتے تو دونوں آنحضرت ﷺ کے مطیع اور متبع نبی ہوتے پس یہ امر اللہ تعالیٰ کے قول خاتم النبیین کے منافی اور متناقض نہ ہوتا۔اس حالت میں اس کے یہ معنی ہوئے کہ تحقیق ایسا کوئی نبی آنحضرت ﷺ کے بعد نہ آوے گا جو آپ کے مذہب کو

منسوخ کردے۔اور خود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی نہ ہوں۔

(11) حضرت میرزا مظہر جانجانان شہید دہلوی کا مذہب

وہ فرماتے ہیں۔ ہیچ کمال غیر از نبوت بالاصالت ختم نگردیدہ و در مبدار فیاض بخل و دریغ ممکن نیست۔(مقامات مظہری صفحہ 88) یعنی بجز بالاصالت یا نبوت مستقلہ کے جو اتباع سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ ہو۔کوئی کمال ختم نہیں ہوا۔یعنی نفس نبوت بند نہیں۔کیونکہ اس مبداء فیاض میں بخل اور دریغ جائز ہی نہیں۔

(12) سید عبدالکریم جیلانی کا مذہب

وہ اپنی کتاب الانسان الکامل باب 36 میں فرماتے ہیں پس تشریعی نبوت کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد منقطع ہوگیا۔اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ٹھہرے۔(صفحہ 15)

پھر باب 63 کے آخر میں جلد ثانی کی صفحہ 170 سے 172 تک بڑی تفصیل سے فرماتے ہیں کہ ایک نبوت شریعت ہے ایک نبوت ولایت۔نبوت شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منقطع ہے اور نبوت ولایت باقی ہے۔اکثر انبیاء علیہ السلام کی نبوت ولایت کی نبوت تھی۔جیسے خصر علیہ السلام اور جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جبکہ دنیا میں نازل ہوں گے۔تو ان کی نبوت شریعت کی نہ ہوگی۔اسی طرح انبیاء بنی اسرائیل میں اکثر رسول نہیں تھے بلکہ نبی تھے۔

13۔حضرت عبدالرحمٰن جامی شرح خصوص الحکم میں صفحہ 279 پر فرماتے ہیں

کل واحدٍ من النبوۃ و الرسالۃ فی نبینا محمدٍ ﷺ قد انقطعت کما قال ﷺ لا نبی بعدی ملذ نبی بعدہ مشرعاً ای ایتا بالاحکام

الشرعیته من غیر متابعته لنبی اٰخر قبله کموسیٰ و عیسیٰ و محمد ﷺاو شرعًا له ای متبعا لماشرعه النبی المتقدم کانبیاء بنی اسرائیل اذ کلهم کانوا داعین الی شریعته موسیٰ علیه السلام ولا رسول وھُوا ای الرسول ھُوا المشرع ای الاٰتی بشریعةٍ من غیر تبیعته لانبی اٰخر

یعنی: نبوت اور رسالت ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر منقطع ہو چکی ہے۔جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ لا نبی بعدی۔پس آپ کے بعد صاحب شریعت رسول نہ ہوگا۔یعنی ایسا شخص نہ آئے گا جو نئی شریعت کے احکام لاوے اور دوسرے شارع رسول کے اتباع سے باہر جو اس سے قبل ہوا۔مثل حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ کے اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رسول اللہ کے یا اس کے لئے شارع رسول ہو۔یعنی جو نبی شارع اس سے قبل ہوا ہو اس کی شریعت کا متبع ہو۔جیسا کہ انبیاء بنی اسرائیل حضرت موسیٰ شارع رسول کے شریعت کی طرف دعوت دیا کرتے تھے۔وہ نہ ایسا رسول ہوگا۔جو شارع ہو یعنی وہ نئی شریعت لانے والا ہو۔اور نبی ماقبل کے شریعت کا متبع نہ ہو۔

14۔مولانا مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی کا مذہب

آپ لو عاش ابراھیم لکان صدیقًا نبِیًّا کی تشریح میں وہی کچھ فرماتے ہیں جو ملاعلی قاری نے تحریر کیا۔اور صاف کہتے ہیں کہ

ای لو عاش لکان من اتباعه فلا یناقص قوله تعالیٰ خاتم النبیین اذا المعنی انه لا یاتی بعده نبی ینسخ ملته

(دیکھو دافع الوسواس لی اثر ابن عباس)

15-مفسر روح المعانی کا مذہب

روح المعانی جلد 7 صفحہ 326 میں فرماتے ہیں **قد یطلقون علی بعض الاولیاء انبیاء الاالیاء**۔

16-مولوی محمد قاسم دیوبندی بانی دیوبند کالج

اپنی کتاب تحذیر الناس میں فرماتے ہیں ۔آپ یعنی سیدنا حضرت محمد موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں۔اور سوائے آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں ۔اوران کی نبوت آپ کا فیض ہے۔(صفحہ 14)

آپ کے زمانہ میں اور بعد زمین پر آسمان پر کوئی نبی ہو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ کا ہی محتاج ہے۔(صفحہ 25)

اگر خاتمیت بمعنی انصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچدانی نے عرض کیا تو ....اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوئی نبی بھی پیدا ہو۔تو پھر بھی نہ خاتمیت محمدی میں کچھ نہ آوے گا۔(صفحہ 28)

اسی طرح سے مفسر تفسیر شاہی اور غایۃ البرہان نے بھی نبوت تشریعی کو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ پر منقطع قرار دیا ہے۔اور نبوت غیر تشریعی کو باقی مانا ہے۔حکیم محمد احسن امروہی بھی شرح مخصوص الحکم میں اس بات کو واضح کیا ہے۔پس یہ کہنا صحیح نہیں کہ بکلی انقطاع نبوت تام امت کا اجماع ہے۔

فصل ششم

مولوی محمد علی اور اس کے رفقاء کا سابق مذہب

مولوی محمد علی اور آپ کے رفقاء یعنی خواجہ کمال الدین وکیل لاہور۔ مولوی غلام حسن خان صاحب سب رجسٹرار پشاور، ڈاکٹر یعقوب بیگ اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحبان سکنائے لاہور۔ اور مولوی محمد احسن صاحب امروہی یہ سب لوگ جو آج بالاتفاق حضرت میرزا محمد احمد خلیفۃ المسیح الثانی کے بغض اور نفسانی اغراض کے ماتحت خلیفۃ المسیح اور مرکز قادیان سے منحرف ہو چکے ہیں۔ یہ کہتے رہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ اور اگر کوئی مدعی نبوت ہو۔ تو وہ کذاب و دجال ہے۔ خواہ غیر شارع، متبع قرآن اور امتی سیدنا محمد رسول اللہ ہی کیوں نہ کہلائے۔

ہم چاہتے ہیں کہ انہی تحریرات کے حوالہ سے بتاؤں کہ یہی لوگ مارچ 1914ء سے پہلے غیر شارع اور امتی نبی کے آمد کے قائل رہے ہیں۔ اور انہی معنوں میں سیدنا حضرت غلام احمد علیہ السلام کو نبی اللہ کہتے رہے۔

1۔ مولوی محمد علی کا سابق مذہب دیکھنا ہو۔ ریویو آف ریلیجنز قادیان کا رسالہ جنوری 1902ء سے فروری 1914ء تک مطالعہ کریں کہ آپ نے 37 مضامین میں حضرت مسیح موعود کو نبی اور رسول اور آخری زمانہ کا نبی۔ دور آخر کا نبی اور پیغمبر آخر زماں فرمایا ہے۔ بالخصوص مارچ 1907 کا پرچہ قابل دید ہے۔ آپ نے ساری عمر میں ان کو ناقص اور جزوی یا 46/1 حصہ کا نبی نہیں کہا۔ پس آج یہ عذر سخت نامعقول ہے۔ کہ میرے دل میں یہی مدعا تھا۔

2۔ خواجہ کمال الدین وکیل لاہور کا مذہب دیکھنا ہو تو تبلیغ بحضور نظام نامی رسالہ

ملاحظہ کرلیں۔جوانہوں نے سیدنا نورالدین اعظم خلیفۃ المسیح اوّل کی طرف سے نظام حیدر آباددکن کوبطور دعوت احمدیت تحریر کیا ہے۔اس میں کس قدر زوروشور سے آنحضرت کو نبی اوررسول کہا ہےمگرایک دفعہ بھی ناقص اور جزوی نبی نہیں کہا۔

3-مولوی غلام حسن خان صاحب سب رجسٹرار پشاور کا مذہب دیکھنا ہوتو آپ کا ایک مباحثہ سید غلام حسن شاہ صاحب ہزاروی کے ساتھ اخبار بدر نمبر 3 جلد 7 مورخہ 23 جنوری 1908ء میں طبع شدہ موجود ہے۔جس میں آپ نے خاتم النبیین کے بعد نبی کی آمد کوتسلیم کیا ہے ۔بلکہ خصم کوساکت کن جواب اور دلائل دئے ہیں۔اور حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اللہ ثابت کیا ہے ۔اس مباحثہ کو ہم نے اخبار بدر سے لے کررسالہ ھذا کے زیرعنوان ''خان صاحب مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری کا سابقہ عقیدہ''نقل کردیا ہے۔ناظرین وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

4-میرزا یعقوب بیگ از ڈاکٹر سید محمد حسین صاحبان کا اعلان اخبار پیغام مورخہ 7 ستمبر 1913ء میں موجود ہے۔جس کاعنوان ہے کیا ہم منافق ہیں۔اوراس مضمون میں آپ حضرت غلام احمد علیہ السلام کے بارہ میں ذیل کا حلفیہ بیان شائع کرتے ہیں۔

''ہم خدا کوشاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ ......ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔اوراس زمانہ کے ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے۔اورآج آپ کی مطابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔پھر پیغام صلح لاہور کے 16اکتوبر 1913ء میں کہتے ہیں۔ہم تمام احمدی جن کاکسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام کے ساتھ تعلق ہے۔خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کراعلیٰ الاعلان کہتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کواس زمانہ نبی رسول اورنجات دہندہ مانتے ہیں۔اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان کیا ہے اس سے کم وبیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔''

5۔مولوی محمد احسن صاحب امروہی کا مذہب دیکھنا ہوتو ذرا رسالہ تشحیذ الاذہان نمبر 10 سن 1913ء صفحہ 499 ملاحظہ کرلیں۔اس میں ایک مضمون زیرعنوان ''امت محمدیہ میں نبوت'' ملے گا۔جن میں امور ذیل نہایت شرح سے ملیں گے۔

1۔نبوت غیر تشریعی : یہ نیا سلسلہ نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ قدیم الایام سے چلا آتا ہے۔اوراب تک شریعت اسلام میں ہے۔اور قیامت تک رہے گا۔(1)

2-لم یبق من النبوۃ الا المبشرات....اس حدیث میں نفی اور اثبات کے ساتھ نبوت مبشرات کی ثابت کی گئی ہے۔جس سے ثبوت قطعی ہوجاتا ہے۔ورنہ لا الہ الا اللہ میں ثبوت قطعی طور پر نہ ہو سکے گا۔وھوا باطلٌ۔اول تو حدیث میں استثنا متصل موجود ہے۔جس کے لئے صرف اللہ کے حقیقی معنے استثنا متصل ہی کے ہوا کرتے ہیں۔نہ منقطع کی اور ثانیًا یہ کہ مبشرات کی خبر جو دی جاوے گی تو کیا جفر سے دی جاوے گی۔یا رمل یا کہایت سے۔نعوذ باللہ۔(2)

حاشیہ(1): مولوی محمد علی کہتا ہے۔لا نبی بعدی کے یہ معنی ہیں کہ میرے بعد نبی کوئی بھی نہیں۔نہ تشریعی اور نہ غیر تشریعی۔النبوۃ فی الاسلام صفحہ 114۔پھر کہتا ہے کہ نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہیں۔صفحہ 115۔پھر صفحہ 116 پر قطعی انکار کیا ہے۔دونوں میں سے کون سچا۔

حاشیہ(2): مولوی محمد علی النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ 193-194 پر اور پھر 197 سے 200 تک بڑی ناکام کوشش کی ہے کہ نبوت مبشرات اوّل تو نبوت ثابت نہ ہو۔اور اگر یہ کوشش ناکام رہے تو صرف رویاء صالحہ مراد ہوں سکے۔جو ہر ایک مومن میں موجود ہے۔اور 46/1 حصہ نبوت ثابت ہو۔سوم اس کا نام نبوت نہیں بلکہ ولایت کہا جاوے۔چہارم اگر لاچاراً ماننا پڑے تو صرف لغوی نبوت مانی جاوے۔دونوں میں سے کون سچا۔

3۔نبوت جزوی:

پس مبشرات کی پیشگوئیاں واسطے تائید اسلام کے نبوت کے ذریعہ دی جائے گی۔اور یہی نبوت غیر تشریعی یا نبوت جزوی جو دوسرے لفظوں میں یوں کہو قرآن مجید کی متعدد آیات میں اس نبوت جزوی مبشرات کو قطعی طور پر ثابت کر رہی ہے۔مثلاً دیکھو **ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقاموا** الخ (1)

4۔حضرت موسیٰؑ کے بعد سب نبی جزوی نبی تھے۔حضرت موسیٰ کے بعد جتنے انبیاء گزرے ہیں وہ تمام اس نبوت مبشرات (یا نبوت جزوی یا نبوت غیر تشریعی) کے ساتھ ممتاز کئے گئے کیونکہ نبوت احکام (یا نبوت تشریعی) کی بنی اسرائیل میں تورات پر ختم ہوگئی تھی۔دیکھو آیت **انا انزلنا التورات فیہا ھدی و ...و یحکم بہا النبییون الذی سلمو الذی ھادوا** الخ

حاشیہ(1): سید احسن امروہی کے نزدیک جو نبی شارع نہیں وہ نبوت مبشرات یا نبوت غیر تشریعی یا نبوت جزوی رکھتا تھا۔دیکھو آپ ایک ریویو آف ریلیجنز اردو جلد 4 نمبر 2 صفحہ 59 زیر عنوان التبیان۔حضرت یوسف علیہ السلام کے بارہ میں فرماتے ہیں۔حضرت یوسف کی نبوت جزوی ہوئی۔تو آنحضرت ﷺ کو خطاب **ما ارسلناك الا رحمة للعالمين** مرتب ہوا۔پھر اسی مضمون زیر بحث میں حضرت موسیٰ کے بعد جس قدر نبی ہوئے ان سب کو نبوت مبشرات کے ساتھ ممتاز فرماتے ہیں۔جس کو آپ دوسرے الفاظ میں جزوی نبوت کہتے ہیں۔پس آپ کے نزدیک حضرت ہارون، یوشع، داؤد، سلیمان، یحییٰ، ذکریہ، حضرت عیسیٰ سب جزوی نبی تھے۔دیکھو تشحیذ الاذہان جلد 8 نمبر 10 صفحہ 499-500 مگر مولوی محمد علی کو اس بات سے سخت انکار ہے۔دونوں میں سے کون سچا۔

5۔قرآن کریم کے بعد بھی نبوت مبشرات باقی ہے۔

خلاصہ حدیث (**الم یبق من النبوۃ الا المبشرات**) کا یہ ہے کہ نبوت احکام فرائض واجبات حلال وحرام وغیرہ کی باقی نہیں رہے۔لیکن دین اسلام کے تائید کے لئے نبوت مبشرات کی قدیم ایام سے اب تک ضرورت باقی ہے ۔آگے رہے منذرات ان کی نبوت کو اس حدیث میں بدیں وجہ بیان نہیں کیا کہ ملہم جو منذرات بیان فرماتا ہے۔وہ صرف مخالفین دین اسلام کے لئے ہوتے ہیں ۔اور دشمنوں اور اعداء کے لئے جو منذرات ہوئے ہیں وہ مومنین کے لئے مبشرات میں داخل ہیں ۔اس لئے منذرات کا ذکر اس حدیث میں مندرج نہیں کیا گیا۔**ھذہ نکتہ جلیلۃ لا یعقلھا الا العالمون**۔

6-سیاسی نبی نہ ہوں گے:

حدیث **کانت اسرائیل تسوسھم الانبیاء** اس حدیث میں اولاً لفظ **تسوسھم** ہے۔جس سے ثابت ہوتا ہے بنی اسرائیل میں سیاست کرنے والے نبی بھی گزرے ہیں۔.....

ان الفاظ حدیث سے بقرینہ سیاق وسباق یہ معلوم ہوا کہ میرے امت میں میرے بعد سیاست کرنے والے نبی نہیں ہوں گے۔چنانچہ اس امت مرحومہ میں ایسا ہی کچھ واقع ہوا۔کہ کوئی سلطان اس امت میں نبی ہوکر نہیں گزرا یا مدعی نبوت نہ ہوا۔........ نفی اس نبی کی ہے جو سلطان ہوکر آوے۔نہ اس نبی کی جو ولایت کاملہ سے سرفراز ہوکر اس امت میں آوے۔.........اس امت میں صاحب جبروت وسلطنت کوئی نبی نہیں گزرا۔جس کی وحدت قہری ہوتی ہے۔بلکہ اولیاء صاحب ولایت ملہم ہوئے حتیٰ کہ آخری خلیفہ بھی مثیل عیسیٰ ہوکر ہی آیا۔جیسا کہ حدیث صحیح میں اس کو نبی فرمایا گیا۔جس کی وحدت ارادی ہے

نہ قہر ہے۔(1)

۷۔قہری خلیفہ اور نبی دونوں کا ایک وقت میں ہونا۔باوجود موجود ہونے نبی کے امت محمد یہ میں بھی کوئی خلیفہ ہوسکتا ہے جس کی ارادت قہری ہو۔صفحہ 503

۸۔مسیح موعودؑ اور مہدی موعود نبی ہوگا۔اگر چہ کوئی نبی خصوصًا مسیح موعودؑ خلیفہ آخری طاقت سیفی کے ساتھ آتا یا مہدی خونی کے ساتھ ہوتا۔تو وہ اعتراض دفع نہ ہوتے۔کیونکہ بصورت وحدت قہری کے نفاق کے طور پر بھی اکثر اشخاص کسی مذہب کے معتقد ظاہری ہو

حاشیہ: مولوی محمد احسن امروہی سے اس مضمون میں ایک لغزش ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں صاحب الہام نبی اور اولیاء اس امت میں کثرت سے واقع ہوئے گو انہوں نے کسی مصلحت سے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔حالانکہ یہ درست نہیں۔اوّل تو حدیث شریف وارد ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کے درمیان دوسرا نبی نہیں۔لیس بینی و بینہ نبیؐ۔دوئم حقیقت الوحی صفحہ 291 پر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

''مجھ سے پہلے جس قدر بھی لوگ گذرے ہیں وہ اسنام کے مستحق نہیں۔اس خطاب کے واسطے صرف مَیں مخصوص ہوں۔جو کثرت نبی کے لئے شرط ہے۔خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان لوگوں کو اس کے حاصل کرنے سے روکا۔''

سوم نبی کے واسطے دعویٰ لازمی ہے۔جب تک دعویٰ نہ کرے دوسرے اس کو کیونکہ نبی کہہ سکتے ہیں۔کسی کو نبی کہنا خدا کا کام ہے نہ کسی انسان کا۔کس کو خدا نبی کہنے پر مجبور کرے۔ہم اس کو کیونکہ کہہ سکتے ہیں۔چنانچہ سید صاحب بھی اپنی کمزوری محسوس کر کے آگے یونہی کہتے ہیں۔کہ یا اللہ کی طرف سے ان کو دعویٰ کا حکم نہ ملا۔پھر وہ کیونکر دعویٰ کر سکتے ہیں۔بخلاف مسیح موعود کے پھر اگر معاملہ یہی حق ہے تو آپ نے ان کو کیونکہ نبی کہہ دیا۔یہ غلطی ہے۔مولوی صاحب کی۔

جاتے ہیں اس لئے مسیح موعودؑ خود بھی وحدت قہری کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا۔ اور نہ مہدی صاحب جبروت کے ساتھ آیا۔ بلکہ وہ خود ہی مہدی ہے۔ اور خود ہی مسیح اور نبی ہے۔ صفحہ 503

۹۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد جس قدر ہوئے سب غیر شارع تھے۔ مسئلہ نبوت تشریعی اور نبوت غیر تشریعی کا ہرگز ہرگز جدید مسئلہ نہیں۔

تمام قرآن مجید اور احادیث اس کی مثبت ہیں۔ حضرت موسیٰؑ صاحب شریعت کے بعد جس قدر انبیاء ہوئے وہ غیر شارع ہی تھے۔ پھر دیکھو آیت بحکم **بہا النبییون** کی تفسیر کو اور ہمارے رسالہ ستہ ضروریہ وغیرہ کو صفحہ 503

10۔ حضرت عیسیٰ موعودؑ غیر شارع رسول ہوں گے۔ پھر ہم دریافت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ تمہارے زعم کے موافق آویں گے۔ باوجود یہ کہ وہ نبی ہیں۔ لیکن غیر تشریعی نبوت کے ہی آویں گے۔ کیونکہ نبوت سے معزول ہونا تو کہیں ثابت نہیں ہوسکتا۔ کہ **وجیہ فی الدنیا و الآخرۃ** موجود ہے۔ پھر بھی غیر تشریعی نبوت تو ثابت ہوگئی۔ **فما ھُوا جوابکم فھوا جوابنا**۔ صفحہ 503

11۔**مثلی و مثل الانبیاء من قبلی** اس حدیث میں لفظ **من قبلی** کا موجود ہے۔ جس سے بصراحت ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے انبیاء ما قبل میں سے ہر نبی کی بعثت ختم ہوگئی۔ اب ان میں سے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔...... مابعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تائید دین اسلام کے لئے امتی نبی آتے رہیں گے۔.... اس حدیث اصح الصحاح کے خاتم النبیین کے معنے بھی جو بکسر تا قرأت آئی ہے۔ یہی ہیں کہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے اب کوئی نبی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہیں آ سکتا۔ کیونکہ میں ان کا ختم کرنے والا ہوں۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان برادر امت میں سے نبی آویں گے۔ جیسا

کہ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من یطیع اللہ و الرسول ۔صفحہ 504

12۔انبیاء امت محمد یہ انبیاء امت موسویہ سے افضل ہوئے۔جو امتی نبی طفیلی ہو کر آویں گے۔وہ انبیاء بنی اسرائیل سے بھی بڑھ کر ہوں گے کیونکہ جب علماء امت انبیاء کے مانند ہوئے تو انبیاء امت مرحومہ بنی اسرائیل کے انبیاء سے فضیلت میں بڑھ کر ہونے چاہئیں۔صفحہ 504

13۔مولوی محمد علی صاحب کا ایک ٹریکٹ۔بعنوان ''مولانا مولوی سید احسن صاحب کی تازہ شہادت حضرت مسیح موعود کی نبوت کے سوال پر'' شائع کرتے ہیں۔اور فرماتے ہیں کہ مولانا سید محمد احسن صاحب کا وجود سب سے غنیمت ہے۔جو شروع سے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ رہے ہیں۔ان سے تحقیق کرو۔...... دیکھو اس بزرگ نے محض تقویٰ اللہ کو مدّنظر رکھ کر ہی شہادت دی ہے۔ہاں اگر اس قدر پر تمہارا اطمینان نہ ہو۔تو اُٹھو اس سے جا کر ملو۔خط و کتابت کرو اور ذیل کے چند امور پر صاف صاف ان کی شہادت لو'' یہ مولوی صاحب کی سفارش ہے۔پس اب ہم آپ کو سید محمد احسن صاحب کی وہ شہادت سناتے ہیں۔جس کو مولوی صاحب نے پیش کیا ہے۔

1۔سید احسن حضرت صاحبؑ کو جزوی نبی یقین کرتے ہیں۔چنانچہ وہ کہتے ہیں۔

''میں مرزا صاحبؑ کو مجدد کامل اعتقاد کرتا ہوں۔اور نبی جزوی بروزی۔ظلی ضرور سمجھتا ہوں۔'' صفحہ 60

2۔سید احسن صاحب حضرت عیسیٰ وغیرہ کو بھی جزوی نبی مانتے ہیں۔چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں۔جن انبیاء کا ذکر بلفظ نبوت خواہ نبی مشرع (جیسا کہ حضرت موسیٰؑ تھے) یا جزوی اور تابع نبی ہوں۔جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ وغیرہ وغیرہ انکا انکار کرنا کفر ہے۔جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔کیونکہ اس انکار سے قرآن مجید کا انکار آتا ہے۔اور جن انبیاء

کا قرآن مجید میں اسم نبوت ذکر نہیں ہے۔اور منهم لم نقصص عليك میں داخل ہیں۔ان پر مجملہ ایمان لانا ضروری ہے۔جیسا کہ اٰمنتُ باﷲاور نام بنام بغیر ثبوت قطعی کےنہیں چاہیے۔'' صفحہ 807

یہ ہے مولوی سید احسن صاحب کی آخری شہادت جو ہم کو منظور ہے۔مگر میرا ایمان ہے کہ خود محمد علی اور اس کے گروہ کو منظور نہیں کیونکہ (1) اگر آپ کے نزدیک صرف مشرع نبی حضرت موسیٰؑ کا سا ہی کامل نبی ہے۔اور باقی انبیاء بنی اسرائیل حضرت عیسیٰؑ وغیرہ جزوی اور تابع نبی ہیں۔تو اسی اصول پر ہم بھی حضرت مسیح موعودؑ کو جزوی اور تابع مانتے ہیں۔کیونکہ آپ کو حضرت موسیٰ کی طرح مشرع ہونے کا ہرگز دعویٰ نہ تھا۔مگر کیا مولوی محمد علی اور اس کے رفقاء باقی انبیاء بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ وغیرہ کو جزوی بنی تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ہرگزنہیں۔

2۔پھر سید احسن صاحب حضرت عیسیٰ وغیرہ جزوی انبیاء کے انکار کو بھی کفر کہتے ہیں۔اوران کے انکار سے منکر دائرہ اسلام سے خارج کہتے ہیں۔ہمارا بھی حضرت مسیح موعودؑ کے منکران کے بارہ میں یہی عقیدہ ہے۔کیونکہ بقول سید احسن وہ بھی جزوی نبی ہیں۔پس کیا مولوی محمد علی اور اس کے رفقاء کو یہ فیصلہ منظور ہے۔ہرگزنہیں۔

3۔اگر مولوی محمد علی صاحب کو عذر ہو کہ حضرت عیسیٰؑ اگرچہ جزوی نبی ہیں۔مگر اس کا ذکر قرآن کریم میں بلفظ نبوت آیا ہے۔مگر حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر قرآن کریم میں بلفظ نبوت موجود نہیں۔تو اس کے بارہ میں ہم آنحضرت صاحب کا قول نقل کر دیتے ہیں۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

1۔یہ کہنا کہ قرآن شریف میں مسیح موعودؑ کا کہیں ذکر نہیں۔یہ سراسر غلطی ہے۔

2۔مسیح موعودؑ کی نسبت پیشگوئی کھلے کھلے طور پر قرآن شریف میں ثابت ہوتی ہے

کیونکہ جوشخص غور اور ایمانداری سے قرآن شریف کو پڑھے گا۔ اُس پر ظاہر ہوگا۔

3۔اس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں مسیح موعودؑ کا ذکر ہے اور یہی ثابت کرنا تھا۔

4۔پس حضرت مسیح موعودؑ کا آنا بھی ابھی قرآن کریم سے ثابت ہے۔

5۔پس تعجب ہے اس قوم سے جو کہتی ہے کہ مسیح موعودؑ کا قرآن شریف میں ذکر نہیں ۔(تتمہ حقیقت الوحی)

کیوں مولوی محمد علی صاحب کیا اب آپ کو یہ فیصلہ بھی منظور ہے یا نہیں ۔اور میرے نزدیک آپ کو ہرگز منظور نہیں ۔پس اب آپ اپنے گریبان میں غور کریں ۔کون قابل ملامت ہے۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

التماس ضروری

خدا کا حمد اور شکر ہے کہ ہم نے اس رسالہ میں منکرین نبوت کا جو باب نبوت کو مسدود جانتے ہیں ۔انہی احادیث سے کامل ردّ کر دیا ہے ۔جن احادیث کو اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں اور بھی اپنی مدعا کے اثبات کے واسطے ہم نے احادیث ہی سے ثبوت پیش کر دیا۔ کہ باب نبوت تا ابد کھلا ہے۔اور جس پر ان کو ناز تھا۔اس کا ردّ بھی کر دیا۔اور بعض صلحاء اسلام کے اقوال بھی اس تصدیق میں پیش کر دئے ہیں۔ کہ صرف نبوت تشریعی بند ہے۔اور غیر تشریعی یا نبوت مبشرات تا قیامت جاری ہے۔اس قدر بحث تاسب علماؤں کے مقابلہ پر حجت ہے اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے واسطے اس سے زیادہ خود ان کے سابقہ عقائد بھی پیش کر دئے ہیں تا کہ فراموش کردہ خیالات سے اپنی یاد تازہ کر لیں ۔وما

علینا الا البلاغ و علیہ الحساب ۔واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین ۔

خاکسار

قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی

سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور۔سرحد

باب دوئم۔فصل ششم کے نمبر 3 کا حاشیہ

خان صاحب مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری کا سابقہ عقیدہ

مولوی صاحب موصوف نے ایک دفعہ ایک شخص سید مولوی غلام حسن شاہ صاحب ساکن خوشحالہ تحصیل مانسہ ضلع ہزاراہ سے اپنے مکان پر حضرت مسیح موعودؑ کے نبی اللہ ہونے پر گفتگو برنگ مباحثہ کی تھی ۔جس کا خلاصہ خاکسار نے اخبار بدر نمبر 3 جلد 7 مورخہ 23 جنوری 1908ء میں شائع کیا تھا۔یہاں یہ امر قابل یادداشت ہے کہ سید موصوف کہتے تھے کہ میں حضرت میرزا صاحبؑ کو مجدد تو مانتا ہوں ۔مگر میں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین کے بعد کسی شخص کو نبی اور رسول نہیں مان سکتا ۔اور مولوی صاحب موصوف نے حضرت صاحب کے نبی اللہ ہونے کو منوایا تھا۔اس امر کا ایک گواہ سید مدثر شاہ صاحب واعظ انجمن اشاعت اسلام لاہور بھی ہے۔کیونکہ وہی اس سید موصوف کو لایا تھا۔اور اسی کا مہمان تھا۔اور دوسرا گواہ خود وہ سید صاحب ہیں۔جو غالبًا ابھی زندہ موجود ہیں۔

خاکسار اس گفتگو میں سے چند باتیں بطور شہادت درج ذیل کرتا ہے۔

سید صاحب سوال کرتے ہیں کہ مولانا مجھے حضرت میرزا صاحبؑ پر حسن ظن ہے۔ صرف اپنے اس شک کو جو مجھے بروزی رسالت کے متعلق ہے وہ دور کرتا ہوں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک ہر قسم کی رسالت و نبوت حضرت مولانا وسیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اور اُمید کرتا ہوں کہ آپ انصاف سے کام لیں گے۔

مولوی صاحب۔ بہت خوب قرآن نے ایسے شخص کو جس کو غیب سے اطلاع ملے یا الہام اور وحی ہو۔ اپنی اصطلاح میں رسول بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ سورۃ جن کی آیت میں **فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسولٍ** خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی اس کے پوشیدہ امور کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ مگر جس کو وہ چاہے اطلاع دیتا ہے۔ (رسولوں میں سے)

سید صاحب۔ میں اولیاء پر الہام کا قائل ہوں۔ مگر وحی انبیاء کو ہوتی ہے اور مَیں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نزول وحی کا قائل نہیں ہوں۔

مولوی صاحب۔ بہت اچھا تو الہام اور وحی میں قرآن کی رو سے کوئی فرق بتا سکتے ہیں۔

سید صاحب۔ قرآن کریم کے رو سے اگرچہ کوئی فرق نہیں بتا سکتا ہوں۔ مگر علماء نے بہت کتابوں میں فرق بیان کیا ہے۔

مولوی صاحب۔ خیر ہمیں بہر حال دینی امور میں قرآن کریم کو سب سے زیادہ ترجیح دینی چاہئے۔ کیونکہ کتاب اللہ ہے۔ اور اُس کے آگے زید و بکر کا قول ہیچ ہے۔

سید صاحب۔ آپ کے اس بیان سے تو سب مجدد رسول ٹھہرے۔ تو اس میں میرزا صاحب کی خصوصیت کیا باقی رہی۔

مولوی صاحب۔ ہمیں کب انکار ہے کہ اور مجدد کمالات رسالت سے عاری تھے۔

سید صاحب۔مولوی صاحب آپ نے ایک تمہید کہہ کر گفتگو شروع کی اور میرزا صاحبؑ کی رسالت کو ثابت کرنا چاہا ہے۔مہربانی فرما کر ہم کو قرآن مجید سے کوئی صاف آیت بتادیں۔جس سے بلا تاویل ثابت ہو کہ اسلام میں رسول آویں گے۔اور اپنے کلام کو پایہ ثبوت تک پہنچاویں۔اور انصاف کو کلام لاویں۔

مولوی صاحب۔ایسی صاف آیت بھی بتا دیتے ہیں۔اب آپ انصاف سے کام لیں۔اور نور ایمان سے جواب دیں۔وہ آیت یہ ہے یا بنی آدم اما یائتینکم رسلٌ منکم یقصون علیکم اٰیاتی۔ (سورۃ الاعراف)

ترجمہ: اے آدم کے فرزند جب تمہارے پاس تم میں سے رسول آویں گے وہ میری آیتیں تم کو پڑھ کر سناویں گے۔

سید صاحب۔اس آیت میں جو رسول مراد ہیں وہ اسلام سے قبل کے رسول مراد ہیں۔

مولوی صاحب۔سید صاحب آپ قرآن کھول کر یہ موقع نکال دیں یہاں گذشتہ رسولوں کا کوئی قصہ نہیں۔بلکہ سیاق وسباق صاف بتا رہا ہے کہ اصحاب رسول یہاں مخاطب ہیں اور رسول وہ رسول ہیں جو صحابہ کے بعد اسلام میں آنے والے ہیں۔یاتینکم کا لفظ خود ہمارے قول کا شاہد ہے۔

سید صاحب۔اس آیت میں لفظ أتا وارد ہے۔اور وہ صرف شرط ہے۔اور اس طرح پر آپ کے معنی ٹھیک نہیں بلکہ صحیح معنی یوں ہوتے ہیں کہ اے آدم کے فرزند اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئے۔تم پر ہماری آیتیں پڑھ کر سناویں۔پس جب یہ جملہ شرطیہ ٹھہرا تو اس کا تحقیق وقوع لازم نہیں اور یہاں ضرور کسی کا آنا ثابت نہیں ہوسکتا۔

مولوی صاحب۔جو معنی ہم نے کئے ہیں۔قرآن کریم کی رو سے بالکل ٹھیک

ہیں۔اورایسا صرف شرط قرآن کریم نے تحقیق وقوع پر اکثر جگہ بیان کیا ہے۔اگر وہاں آپ کے معنی لئے جاویں تو سراسر غلط ٹھہرتے ہیں۔جیسا کہ پہلے ہی پارہ میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدٰی فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ (سورۃ بقرہ)

یہاں لفظ اما جو شرط ہے آیا ہے۔اور تحقیق وقوع پر آیا ہے۔اور اس کے صحیح معنی یوں ہو سکتے ہیں کہ جب آویگی میری طرف سے ہدایت۔پس جس نے اس ہدایت کی تابعداری کی تو اُن پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔اور یہ ظاہر ہے کہ آدم کے بعد ہدایت اور رسول کس کثرت سے آئے

سید صاحب۔اگر ہم تسلیم کرلیں کہ رسول کرام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد رسول آئے تو جیسا اور الوالعزم انبیاء کے وقت میں ہوتا ہے۔اور مددگار رسول آئے تھے۔جیسا کہ ابراہیمؑ کے وقت میں لوطؑ اور حضرت موسیٰؑ کے وقت میں ہارونؑ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت میں کیوں بطور امداد رسول نہ ہوا۔

مولوی صاحب۔اور انبیاء کو مددگاروں کی ضرورت تھی۔اور انہوں نے مددگاروں کے لئے درخواست کی۔جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کی زبانی درخواست سورۃ طٰہ میں مذکور ہے

رب اشرح لی صدری و یسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی۔یفقھو قولی۔واجعل وزیراً من اھلی ھارون اخی اشدبہ ازری واشرکہ فی امری

ہارون کو وزیر مشیر گردانا۔مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کوئی خواہش مددگاری کے لئے ظاہر نہ کی۔

مولوی صاحب۔آیت استخلاف پیش کر کے فرماتے ہیں کہ خلفاء سے مراد رسل ہیں۔

سید صاحب۔نہیں آیت استخلاف میں جوخلفاء مذکور ہیں اس سے مراد عام سلاطین ہیں۔

مولوی صاحب۔افسوس **وعدہ اللہ الذین آمنوا منکم ....اولئك هم الفاسقون** ۔میں ان خلفاء کے لئے ایمان اورعمل صالح شرط قرار دیا ہے۔اوران خلفاء کا منکر کافر اور فاسق گردانا گیا ہے۔اورعوام سلاطین مراد ہیں تو کیا واجد علی شاہ اور یزید جو سلاطین تھے ان کے منکر فاسق اور کافر تھے۔

ناظرین اس مضمون میں مولوی غلام حسن خان صاحب کے ذیل کی امور قابل یادداشت ہیں۔

1۔آیت **فلا یظهر علیٰ غیبه احدًا الا من ارتضیٰ من رسولٍ** جن رسول کی تعریف ہے۔اور اصطلاح قرآن میں جس شخص کو اظہار علی الغیب بذریعہ وحی و الہام ہو۔وہ رسول ہے۔

2۔قرآن کریم کتاب اللہ کو سب سے زیادہ ترجیح دینی چاہئے کیونکہ کتاب اللہ اور اُس کے آگے زید وبکر کا قول ہیچ ہے۔

3۔دوسرے مجدد صرف کمالات رسالت رکھتے تھے۔

4-**یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم** سے ثابت ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت میں رسول آویں گے۔آنحضرت سے ماقبل رسول ہرگز مراد نہیں ہیں۔

5۔اگرچہ بعض رسولوں کے ساتھ مددگار رسول ہوئے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت ہارونؑ ۔مگر وہ حضرت موسیٰ کی دعا اور درخواست پر اُن کو ملا۔مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی مددگار رسول کی ضرورت نہ تھی۔

6۔آیت استخلاف میں جو خلفاء موعود ہیں وہ رسل کے ہم معنی ہیں ۔اور اُن کے منکر کافراور فاسق ہیں۔

فقط

النبوۃ فی الہام۔اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا ثبوت حضور کے الہامات اوروحی ربانی سے دیا گیا ہےاور منکرین نبوت غیر مبائعین کے اعتراضات لکھ کر اُن کی پوری تسلی کر دی گئی ہے اور تحقیقی جواب لکھے گئے ہیں ۔یہ رسالہ بھی قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کی تصنیف ہے۔دفتر فاروق قادیان سے طلب کریں۔

قیمت علاوہ محصول ڈاک سے ہے۔